18

ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

12 مئی 2004ء ـــ 21 ربیع الاوّل 1425ھ

www.tanzeem.org

## اس شمارے میں

اسوۂ رسول ﷺ

''میں انتہائی شرمندہ ہوں''

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

درندۂ بے چنگ

بانیٔ تنظیم کا دورۂ ننکانہ صاحب

مرکزی انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام

یوم اقبال

قارئین کے خطوط

عالم اسلام کے حالات حاضرہ

کاروانِ خلافت: منزل بہ منزل

## احتساب کے حدود: اسلامی حکومتوں میں

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک عام حکم ہے جس سے ہر مسلمان واقف ہے۔ یہی فریضہ جب سرکاری سرپرستی حاصل کرلیتا ہے تو اسے حسبہ کہا جاتا ہے۔ یہ دراصل عہدۂ قضا کی ایک شاخ ہے' اس کیلئے ایک خاص عملہ ہوتا ہے جس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ منکرات کی ٹٹول میں لگا رہے اور جن جن لوگوں کو ان کا مرتکب پائے' ان کو سزا دے۔

اس کے علاوہ عام مصالح کی نگرانی اور قیام بھی ان کے فرائض میں داخل ہے۔ انہیں یہ اہتمام کرنا ہوگا کہ لوگ چلنے پھرنے کے قواعد سے آگاہ ہوں تاکہ کہیں بھیڑ اور ہجوم کی وجہ سے بازاروں میں گزرنا دشوار نہ ہوجائے۔ انہیں اس چیز کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ حمال اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ اٹھائیں۔ کشتیوں میں ضرورت سے زیادہ مال نہ لادیں اور اگر کہیں مکان کہنہ اور بوسیدہ گرنے کو ہے تو اسے گرادینے کا حکم دیں تاکہ لوگ اس کی زد سے محفوظ ہوجائیں۔

ان کے فرائض میں عام معلمین اور اساتذہ کی نگرانی بھی داخل ہے کہ مبادا وہ شاگردوں کو حد سے زیادہ پیٹیں اور تادیب میں سختی سے کام لیں۔ ان کے اختیارات اتنے وسیع نہیں ہیں کہ تمام ڈھنگ کے دعاوی اور شکایات کو سن سکیں اور ان کا مداوا کرسکیں' بلکہ ان کا دائرۂ عمل صرف انہی کاموں تک محدود رہے گا جن میں کہ عام دھوکا اور فریب دہی سے لوگوں کو ضرر پہنچانا ممکن ہے یہ اس بات کا جائزہ لیں گے کہ تولنے اور ناپنے کے پیمانے اور معیار تو کہیں غلط نہیں ہیں یا کوئی گروہ ایسا تو نہیں ہے جو حقوق و دعاوی میں ٹال مٹول سے کام لے رہا ہے۔

ان کے منصب کی نوعیت چونکہ اصلاحی ہے' اس لئے یہ عدالتی قواعد و ضوابط کی پابندیوں سے بے نیاز ہیں۔ یہ نہ تو اس چکر میں پڑتے ہیں کہ گواہوں کی سماعت کریں اور نہ اس جھمیلے میں الجھتے ہیں کہ تنفیذِ احکام کی کوشش کریں۔

ان کا بس اتنا ہی کام ہوتا ہے کہ جن باتوں کو قاضی آسان سمجھ کر یا اپنے مرتبہ سے فروتر سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے یہ ان کو پروان چڑھائیں۔

یہ عہدہ مصر' مغرب اور اندلس میں عہد اموی تک برابر قائم رہا۔ پھر جب نظام حکومت میں تبدیلی آئی اور خلافت کی جگہ سلطانی و پادشاہی کا دور دورہ ہوا تو یہ مستقل محکمہ یا منصب کی حیثیت سے ختم ہوگیا۔

ماخذ: مقدمہ تاریخ العبر

تحریر: ابن خلدون

ڈاکٹر اسرار احمد

# سورۃ آل عمران (آیات 23 تا 26)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ o ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ o فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ o قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ o﴾

''بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (یعنی تورات) سے بہرہ دیا گیا اور وہ (اس) کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں تا کہ وہ ان کے تنازعات کا ان میں فیصلہ کر دے تو ایک فریق ان میں سے کج ادائی کے ساتھ منہ پھیر لیتا ہے' یہ اس لئے کہ یہ اس بات کے قائل ہیں کہ (دوزخ کی) آگ ہمیں چند روز کے سوا چھو ہی نہیں سکے گی اور جو کچھ یہ دین کے بارے میں بہتان باندھتے رہے ہیں' اس نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ تو اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ان کو جمع کریں گے (یعنی) اس روز جس (کے آنے) میں کچھ بھی شک نہیں اور ہر نفس اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ کہو کہ اے اللہ (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

کیا تم نے ان لوگوں کی حالت پر غور نہیں کیا جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا۔ یہاں اُوتُوا مجہول کا صیغہ ہے جس میں کہ مذمت کا پہلو ہوتا ہے۔ تو اب انہیں اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں اور کتاب اللہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ مگر ان میں ایک گروہ پیٹھ پھیر لیتا اور اعراض کرتا ہے یعنی مانتے ہیں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے مگر اس کے فیصلے کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ان کا یہ طرز عمل جو ضد اور ڈھٹائی پر مبنی ہے اس لئے ہے کہ انہوں نے یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے کہ ہمیں تو جہنم کی آگ چھو ہی نہیں سکتی اور اگر چھوا بھی تو وہ چند دن کی بات ہوگی۔ اگر یہ عقیدہ ہوگا تو انسان کا ہے کو دنیا کا نقصان برداشت کرے گا۔ پھر تو حال یہ ہوگا کہ ع بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔ مال حاصل کرنا ہو تو جائز و ناجائز اور حلال' حرام کی تمیز کیسی۔ جہاں سے آئے لے لو اور عیش کرو' بخشش تو ہو ہی جانی ہے۔ سود حرام ہے مگر ایسا شخص کیوں چھوڑے گا جس کو آخرت میں مواخذے کی کوئی فکر نہ ہو۔ یوں یہ عقیدہ درحقیقت ایمان بالآخرت کی نفی کر دیتا ہے اور ایسی چیزوں نے انہیں دین کے معاملہ میں دھوکہ میں ڈال دیا ہے جو انہوں نے خود افترا کر لی ہیں' اپنے پاس سے بنالی ہیں۔ اللہ نے تو کوئی ضمانت نہیں دی تھی۔ لاؤ انجیل' لاؤ تورات' ان میں تو کہیں ضمانت نہیں۔ یہ تمہارا من گھڑت عقیدہ ہے اور اسی کی وجہ سے تم دین کے اندر بد دین یا بے دین ہو گئے ہو۔

اب تو یہ بڑھ چڑھ کر باتیں بنا رہے ہیں' زبان درازیاں کر رہے ہیں' ذرا غور کیجئے' اس وقت ان کا کیا حال ہوگا' جب ہم انہیں جمع کریں گے' ایسے دن میں جس کے بارے میں کوئی بھی شک وشبہ نہیں ہے اور ان کے ساتھ کسی طرح کی زیادتی نہیں کی جائے گی۔

یہاں ایک عظیم دعا آ رہی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اس سورۂ مبارکہ میں بہت سی دعائیں آئی ہیں۔ اس دعا کے الفاظ اس طرح ہیں: کہو اے اللہ! تمام بادشاہت کے مالک' کل ملک جس کے اختیار میں ہے' تو حکومت اور اختیار دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور سلطنت چھین لیتا ہے جس سے چاہتا ہے۔ تیرے ہاتھ میں سب خوبی ہے۔ اس کے دو معنی ہیں' ایک یہ کہ کل خیر و خوبی تیرے ہاتھ میں ہے۔ دوسرے یہ کہ تیرے ہاتھ میں خیر ہی خیر ہے۔ بسا اوقات انسان جسے اپنے لئے شر سمجھ بیٹھتا ہے وہ بھی اس کے لئے خیر ہوتا ہے۔ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـــًٔا وَّھُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَـيْـــًٔا وَّھُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرتے ہو مگر وہ تمہارے لئے نقصان دہ ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تم ایک چیز سے نفرت کرتے ہو مگر وہ تمہارے لئے بہتر ہوتی ہے۔ اے اللہ! بے شک تو ہر چیز پر اختیار رکھتا ہے۔

فرمانِ نبویؐ

چوہدری رحمت اللہ بر

# مومن ایک دوسرے کو مضبوط بناتے ہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :((اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضاً )) (رواہ مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن دوسرے مومن کے لئے اس عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ اس کے دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔''

نیکی اور بھلائی کے کاموں میں' چاہے انفرادی ہوں یا اجتماعی' ایک مؤمن دوسرے مؤمن کا حامی اور مددگار رہتا ہے اور اسے قوت دیتا ہے' تفرقہ بازی اور گروہ بندی میں مبتلا ہو کر مسلمانوں کی ذلت اور رسوائی کا باعث نہیں بنتا۔

مسلمانوں کی ترقی اور کامیابی کا راز اس میں ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف مورچے قائم نہ کریں اور ایک دوسرے کو کمزور کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور نہ لگائیں بلکہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہم آہنگ اور متحد ہو کر مضبوط ہوں۔ اور دشمنوں پر ان کی ہیبت طاری ہو۔

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار

لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

# ندائے خلافت

| شمارہ | | جلد |
|---|---|---|
| 18 | 6 تا 12 مئی 2004ء<br>15 تا 21 ربیع الاوّل 1425ھ | 13 |

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر انتظامی: سید قاسم محمود

**مجلس ادارت**

ڈاکٹر عبدالخالق۔ مرزا ایوب بیگ

سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور

فون: 6316638-6366638 فیکس: 6305110

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ: 5 روپے

**سالانہ زرِ تعاون**

اندرونِ ملک......250 روپے

بیرون پاکستان

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)

امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

☆.☆.☆

''ادارہ'' کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں


اداریہ

## ''میں انتہائی شرمندہ ہوں''

❁ یکم مئی کو' دنیا بھر کے' ہر زبان کے اخبار کی شہ سرخی میں دنیا کی سب سے بڑی طاقت امریکا کے صدر جارج ڈبلیو بش کی انتہائی شرمندگی والے بیان کے ساتھ سجائی ہوئی جو شرمناک اور انسانیت سوز گھناؤنی خبر شائع ہوئی تھی' وہ دنیا کے بڑی بڑی نیوز ایجنسیوں نے عربی مواصلاتی چینلز ''الجزیرہ'' اور ''العربیہ'' اور امریکی ٹیلی ویژن چینل ''سی بی ایس'' نے عراقی قیدیوں سے شرمناک سلوک کی تصاویر کے حوالے سے جاری کی تھی۔

اس فلم میں دکھایا گیا ہے کہ صدام حکومت کے خاتمے کے موقع پر گرفتار کئے گئے قیدیوں کو' جو ابوغریب جیل میں بند تھے' برہنہ کر کے ایک دوسرے سے زبردستی شرمناک فعل کرنے پر مجبور کیا گیا' جبکہ امریکی فوج قہقہے مارتے ہوئے مجبور و مظلوم عراقیوں کی طرف سے ہاتھ سے مضحکہ خیز اشارے کر رہے ہیں۔ قیدیوں پر سخت جسمانی تشدد کیا گیا۔ جیل میں عراقیوں کے اعضا کو تاروں سے باندھ کر الٹا لٹکا دیا گیا۔ ایک عراقی قیدی کے ہاتھ میں بجلی کا تار پکڑا کر کھڑا کیا اور دھمکی دی کہ نیچے گرا تو کرنٹ چھوڑ دیا جائے گا۔ سی بی ایس ٹیلی ویژن پر دکھائی جانے والی فلم کے ایک منظر میں ایک قیدی پر خونخوار کتا چھوڑا گیا ہے۔ ایک اور منظر میں مُردہ عراقی پر تشدد کیا جا رہا ہے۔

اس خبر کی اشاعت کے ساتھ مذکورہ فلم دوسرے عرب ٹی وی چینلوں نے بھی نشر کر دی جس سے عرب دنیا بلکہ پوری مسلم دنیا میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ ماہرین قانون نے اس رائے کا اظہار کیا کہ امریکی فوج کا یہ اقدام جنیوا کنونشن کی رو سے جنگی جرم ہے۔ بین الاقوامی ریڈ کراس کمیٹی کی ترجمان نے کہا کہ وہ فلم دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئیں۔ ممتاز عربی اخبار ''القدس العربی'' کے ایڈیٹر نے لکھا کہ نام نہاد نجات دہندہ امریکا سابق آمر مطلق صدام سے بھی بدتر ثابت ہوا۔ امریکا کی اس گھناؤنی حرکت سے مسلمانانِ عالم کی عزتِ نفس مجروح ہوئی۔ اٹلی کے اخبار ''ری پبلک'' نے اپنے اداریے میں تحریر کیا ہے کہ امریکی فوج کا یہ اقدام گوانتاناموکی جیل کی طرح محض نفسیاتی دباؤ اور قیدیوں سے بدسلوکی نہیں' بلکہ درحقیقت ایک ناقابلِ معافی جرم ہے

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل' دنیا بھر کے تمام ملکوں کے رہنماؤں اور اخبارات نے اس شرمناک واقعے کی مذمت کرتے ہوئے اس کی تحقیقات کرانے کا مطالبہ کیا ہے۔ امریکا کے صدر بش نے سخت ردِعمل اور اظہار مذمت میں شامل ہوتے ہوئے اپنی خفت مٹاتے ہوئے کہا: ''میں انتہائی شرمندہ ہوں اور امریکی فوج بھی شرمندہ ہے۔ اس واقعے کے مرتکب امریکی فوجیوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ چنانچہ متعلقہ امریکی خاتون کمانڈر میجر جنرل جینس کارپنسکی کو معطل کر دیا گیا ہے' جس نے امریکی ٹیلی ویژن پر اپنے اعترافی بیان میں کہا ہے کہ مجھے خواہ مخواہ قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے۔ درحقیقت عراقی قیدیوں سے بدسلوکی میں امریکی خفیہ ایجنسیاں اور اعلیٰ فوجی افسران ملوث ہیں''۔

امریکی خفیہ ایجنسیوں اور اعلیٰ فوجی افسروں کے پیچھے کون ہے؟ جارج بش' جو صلیبی جنگوں میں شکست کا بدلہ لینے کے لئے پوری عسکری طاقت سے اسلام اور دنیائے اسلام کے خلاف سرگرم عمل ہیں' اور بش کے پیچھے یہودی ہیں جو روزِ ازل سے اپنے دل میں اسلام کے لئے کینہ و بغض کے جذبات رکھتے ہیں۔ اب امریکا کو عراق میں اپنی فوج کا ویٹ نام جیسا حشر دکھائی دے رہا ہے' تو اس نے ایک نئی سیاسی چال کے طور پر اقوام متحدہ کی آڑ لی ہے اور اس کی شہ پر کوفی عنان نے آج 3 مئی کو یہ سرکاری بیان جاری کیا ہے کہ 30 جون تک عراق میں اقوام متحدہ کی امن فوج آ جائے گی۔ سیکرٹری جنرل کے اس بیان کے ساتھ ہی یہ خبر بھی شائع ہوئی ہے کہ ''پاکستان کی طرف سے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی صدارت سنبھالتے ہی امریکا نے عراق میں اقوام متحدہ کو ملوث کرنے کی کوششیں تیز کر دی ہیں۔ پاکستان نے عراق میں امن فوج کی کارروائیوں کے لئے 17 مئی کو سلامتی کونسل کے خصوصی اجلاس کی تجویز دی ہے جس کی صدارت پاکستان کے وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری کریں گے''۔ جو ایک ماہ سے تقریباً روزانہ پاکستانی فوج اقوام متحدہ کے زیر کمان' عراق بھیجنے کا اعلان کرتے رہے ہیں۔ گویا جو کچھ پس پردہ ہوتا رہا ہے وہ اب صاف ظاہر ہو گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر خورشید محمود قصوری صاحب بھی اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے یہ بیان دے کر چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے ''میں انتہائی شرمندہ ہوں''۔ لیکن یاد رہے' امریکی عوام نے تو اپنے صدر کے اس اعتراف پر شاید ان کو معاف کر دیں گے' لیکن قصوری صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ پاکستانی قوم انہیں معاف نہیں کرے گی۔ یہ بات ان کے علاوہ وزیراعظم جمالی اور صدر پرویز مشرف کو بھی نوٹ کر لینی چاہئے۔ (مدیر انتظامی)

## سوڈان خانہ جنگی کا شکار ملک

● رقبے کے لحاظ سے دوسرے بڑے اسلامی ملک' سوڈان میں پچیس فیصد لوگ مظاہر پرست اور عیسائی ہیں۔ یہ لوگ جنوبی سوڈان میں ہیں جب کہ مسلمان شمالی سوڈان میں بستے ہیں۔ اکیس برس پیشتر زبان' مذہب' نسل اور سیاسی قوت کے مسائل پر دونوں گروہوں کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ سرکاری افواج کو باغیوں کی سب سے بڑی تنظیم' سوڈان پیپلز لبریشن آرمی سے مقابلہ کرنا پڑا۔ باغیوں کا مطالبہ تھا کہ ان کے علاقے کو زیادہ خود مختاری دی جائے۔

یہ لڑائی جولائی 2002ء میں ختم ہوئی مگر افریقہ کی سب سے طویل اس خانہ جنگی میں بیس لاکھ لوگ مارے گئے جب کہ چالیس لاکھ لوگوں کو اپنے گھر بار سے محروم ہونا پڑا۔ جولائی 2002ء میں امن کے لئے بات چیت شروع ہوئی' معاہدہ ہوا جس میں طے پایا کہ اگلے چھ برس کے لئے جنوبی سوڈان کے رہنماؤں کو اقتدار میں شریک کیا جائے گا۔ پھر ایک ریفرنڈم کے ذریعے وہاں کے لوگ طے کریں گے کہ انہیں آزادی چاہئے یا خود مختاری؟

جنوبی سوڈان کا علاقہ حکومت کے لئے اس لئے اہم ہے کہ وہاں تیل کے 75 فیصد کنوئیں واقع ہیں۔ ان پر وفاقی حکومت کا قبضہ ہے۔ امن معاہدے کے باوجود اب بھی متحارب گروہوں میں گاہے بگاہے جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں کیونکہ انہیں ایک دوسرے پر اعتماد نہیں۔ جنوبی سوڈان کے لوگوں کا گلہ ہے کہ حکومت ان کے علاقے کی ترقی پر کوئی توجہ نہیں دیتی' جب کہ وفاقی حکومت ان پر الزام لگاتی ہے کہ وہ ملک کو تقسیم کر کے اسے کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ بہرحال اب یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ سوڈان اس خانہ جنگی سے چھٹکارا حاصل کرتا ہے یا نہیں جس نے ملک کی معیشت کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

## فلسطین کے مالک: عرب یا یہودی؟

● امریکی صدر بش کے مطابق اس امر میں کوئی مضائقہ نہیں کہ اگر اسرائیل کا وزیراعظم شیرون ''کچھ عرب علاقے'' اپنے قبضے میں کر لے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسے کہنا چاہئے ''مزید عرب علاقہ ہتھیا لے'' کیونکہ پوری مملکت اسرائیل اس علاقے پر آباد ہے جو پچھلے دو ہزار برس سے عربوں کا وطن ہے۔ یہ دیکھئے کہ آج اسرائیل امریکی حکومت اور پالیسیوں پر اتنا اثر انداز ہو چکا ہے کہ امریکی صدر درج بالا بنیادی اور تاریخی سچائی فراموش کر بیٹھے کہ پچھلی بیس صدیوں سے عرب فلسطین میں رہتے بستے آ رہے ہیں۔

جب سازشوں کے ذریعے پچھلی صدی میں برطانیہ فلسطین پر قابض ہوا تو لیگ آف نیشنز نے علاقے کو برطانوی مینڈیٹ میں دے دیا۔ اس زمانے میں جب مردم شماری ہوئی تو آبادی کی تقسیم کچھ یوں تھی:

| | | |
|---|---|---|
| 1) عرب مسلمان | 660,641 | 81 فیصد |
| 2) عرب عیسائی | 71,464 | 9 فیصد |
| 3) یہودی | 82,790 | 10 فیصد |

یاد رہے کہ اس زمانے میں یہودی پوری دنیا سے فلسطین آ کر بسنے لگے تھے ورنہ ان کی تعداد بہت کم ہوتی۔ یہ تو تاریخ میں ریکارڈ ہے کہ یہودیوں نے دولت کے بل پر عربوں کی زمینوں پر قبضہ کیا۔ پھر انہیں بڑے منظم انداز میں قتل کرنے کی کوششیں کیں تاکہ فلسطین میں مسلمانوں کی تعداد کم سے کم رہ جائے۔ یہودیوں کی غیر اخلاقی اور مجرمانہ سرگرمیوں کے خلاف پوری مغربی دنیا میں کہیں سے کوئی آواز نہیں اٹھی بلکہ انہوں نے ہمیشہ اسرائیل کی دامے درمے سخنے مدد کی تاکہ طاقت کے بل بوتے پر یہودی فلسطین پر قبضہ کر کے اپنی مملکت قائم کر لیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہودی نظریں ''عظیم تر اسرائیل'' پر لگی ہیں۔ اس مملکت کی حدود میں ہمارے مقدس ترین شہر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھی آتے ہیں۔ اسرائیل سے دوستی کرنے کی باتیں کرنے والے یاد رکھیں کہ ہنود و یہود ایسی اقوام ہیں جو امن کی باتوں کا مطلب یہ لیتی ہیں کہ مخالف فریق بزدل ہو گیا۔ اگر انہیں اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے تب وہ بات سنتی اور سمجھتی ہیں۔

## گوانٹونامو کے پاکستانی قیدی

● کیوبا کے جزیرے' گوانٹونامو میں واقع بدنام زمانہ امریکی کیمپوں میں کئی پاکستانی بھی قید ہیں' جن کی اکثریت کراچی سے تعلق رکھتی ہے۔ ان میں اکثریت جامعۃ العلوم اسلامیہ' بنوری ٹاؤن کے طلبہ ہیں۔ دوسرے نمبر پر ضلع بہاولپور کے قیدی ہیں جو جمعیت علمائے اسلام کے قائم کردہ دینی مدارس کے طالب علم ہیں۔ پاکستانی قیدیوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں' اندازہ ہے کہ 64 سے 82 قیدی ہیں۔ اب تک صرف چوبیس کو رہا کیا گیا ہے۔

## جمہوریت بے ایمانی سے پاک نہیں

● مغرب نواز مسلمان دانش وروں کا دعویٰ ہے کہ جمہوریت ہی تمام مسائل کا حل ہے مگر دنیا کے سب سے طاقتور جمہوری ملک امریکا کے ایک غیر سرکاری ادارے کی رپورٹ نے ثابت کر دیا ہے کہ جہاں اقتدار اعلیٰ انسان کے پاس ہوگا' وہ لازماً بے ایمانی اور طاقت کے بے جا استعمال کی لپیٹ میں آئے گا۔

سینٹر فار پبلک انٹگریٹی کے مطابق دنیا کے پچیس جمہوری ممالک میں ہر وہ برائی موجود ہے جسے جمہوریت جنم دیتی ہے مثلاً آزادی کا ناجائز استعمال' رشوت کا دور دورہ ہونا' دولت جمع کرنا' سیاسی مفادات کے لئے ہر طرح کی اکھاڑ پچھاڑ وغیرہ وغیرہ۔

یہ رپورٹ معاشرتی علوم کے ایک سو پچاس ماہرین نے دو برس کی مدت میں تیار کی ہے اور اس میں بعض دلچسپ انکشاف کئے گئے ہیں۔ مثلاً چودہ مغربی ممالک میں سربراہ مملکت پر بدعنوانی کے الزام میں مقدمہ نہیں چل سکتا جب کہ چھ ممالک میں حکمران جماعت نے قومی اسمبلی کی دو تہائی سے زیادہ نشستوں پر قبضہ کر رکھا ہے جس کے باعث حزب اختلاف کوئی آواز بلند نہیں کر سکتی۔

مسلم ممالک میں جو لوگ جمہوریت کی حمایت کرتے ہیں' یہ رپورٹ ان کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ سچ یہ ہے کہ صحیح معنوں میں جمہوریت صرف اسلام کے نظام خلافت ہی کے ذریعے قائم ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی برتر ذات ہے' انسان کا درجہ بعد میں آتا ہے۔

## یہود دشمنی میں اضافہ

● یورپی یونین کے مانیٹرنگ سینٹر (ویانا) کی تازہ رپورٹ کے مطابق پچھلے دو برس میں کم از کم پانچ یورپی ممالک فرانس' بلجیم' ہالینڈ' برطانیہ اور جرمنی میں یہودیوں سے نفرت میں اضافہ ہوا ہے۔ سینٹر کے سربراہ بیٹی ونکلر کا کہنا ہے ''آسٹریا' اٹلی' سپین' یونان' ڈنمارک اور سویڈن وہ ممالک ہیں جہاں کے ذرائع ابلاغ میں یہودیوں اور اسرائیل پر تنقید بڑھ رہی ہے''۔ ونکلر نے تسلیم کیا ہے کہ یہود دشمنی یورپ کا بڑا مسئلہ ہے اور اگر اس پر قابو نہ پایا گیا تو آگے چل کر اسرائیل اور یہودیوں کے لئے بڑے مسائل کھڑے ہو سکتے ہیں۔

یا الٰہی تو ہمیں عاملِ قرآں کر دے
پھر نئے سرے سے مسلماں کو مسلماں کر دے

# اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] شاہد اسلم صاحب ناظم تربیت تنظیم اسلامی کے 23 اپریل 2004ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

ربیع الاوّل کے مہینے کی مناسبت سے مجھے آج سیرت نبویؐ پر گفتگو کرنا ہے۔ جب بھی ربیع الاوّل کا مہینہ آتا ہے' سیرت کی بے شمار محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ جس پر لاتعداد تقاریر کی گئیں' ہزاروں کتابیں لکھی گئیں لیکن پھر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کا جو مقصد بعثت بیان فرمایا ہے' وہ تین مختلف مقامات پر ان الفاظ میں وارد ہوا ہے:

''وہی (اللہ) ہے جس نے بھیجا اپنے رسول (حضرت محمد ﷺ) کو الہدیٰ (یعنی قرآن حکیم) اور دین حق (یعنی اسلام) دے کر تاکہ وہ (یعنی رسولؐ) غالب کرے اس (اطاعتِ اللہ کے نظام) کو پورے کے پورے دین (نظامِ زندگی) پر۔''

(التوبۃ:33' الفتح:28' الصف:9)

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا کہ اس آیت کی مثال قرآن کے ستون کی طرح ہے۔ آنحضور ﷺ کی سیرت مطہرہ کو سمجھنا ہو تو اس آیت کے صحیح مفہوم کا ادراک بہت ضروری ہے۔

نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک کے ساتھ ہم محبت اور عشق کے دعوے تو بہت کرتے ہیں' لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا آنحضور ﷺ سے ہماری محبت اور عقیدت اسی درجے کی ہے جیسا تعلق اور قلبی لگاؤ صحابہ کرام کا رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا! کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم' جیسا کہ محاورے میں کہا جاتا ہے' چُوری کھانے والے نہیں بلکہ صرف دودھ پینے والے مجنوں ہیں' جو ربیع الاوّل کے چند دن حضور اکرم ﷺ کا ذکر کرکے دینی اور دنیوی اعتبار سے خود کو کامیاب سمجھ لیتے ہیں! بے شک درود پڑھنے کا اپنی جگہ بڑا اجر ہے اور جو ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے' لیکن قرآن مجید نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہمارے تعلق کی بنیادوں کو سورۃ الاعراف کی آیت 157 کے آخری حصے میں یوں معین کیا ہے:

''پس جو لوگ ایمان لائے ان (حضرت محمد ﷺ) پر' اور جنہوں نے ان کی توقیر و تعظیم کی' اور جنہوں نے ان کی مدد اور حمایت کی (یعنی ان کے مشن میں ان کے دست و بازو بنے اور ان کے مقاصد کی تکمیل میں اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کو کھپایا)' اور جنہوں نے اس نور کا اتباع کیا جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے' تو یہی ہیں وہ لوگ جو فلاح پانے والے ہیں۔''

کلمہ پڑھ لینا بہت آسان ہے' سیرت کے جلسے سننا اور تقاریر کرنا کچھ مشکل نہیں لیکن اپنی زندگی کو حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے مطابق ڈھالنے اور آپؐ کے اُسوہ کو اختیار کرنے کا راستہ نہایت کٹھن اور آزمائشوں سے پُر ہے۔ لیکن اگر حقیقی محبت ہو تو پھر انسان اپنا رنگ ڈھنگ' چال چلن' کردار' وضع قطع غرض معیشت اور معاشرت سمیت اپنی زندگی کے ہر پہلو کو اسی طرح بنانے کی کوشش کرتا ہے جیسے کہ اس کا محبوب چاہتا ہو۔ سیرت النبی ﷺ کے بیان کا حق ایک نشست کے اندر ادا نہیں ہوسکتا۔ تاہم اللہ کی توفیق اور تائید سے یہ کوشش کی جائے گی کہ حضور اکرم ﷺ کی سیرت' خصوصاً بعثت کے بعد کی زندگی کے حالات و واقعات آپ کے سامنے رکھے جائیں۔

آنحضور ﷺ کی ولادت 21 یا 22 اپریل 571ء کو ہوئی۔ والد محترم حضرت عبداللہ آپؐ کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ جب آپؐ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو والدہ محترمہ حضرت آمنہ بھی انتقال کر گئیں۔ دادا حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد کچھ عرصے تک آپؐ کے ایک تایا حضرت زبیر نے آپؐ کو اپنی پرورش میں لے لیا۔ ان کی وفات کے بعد ابو طالب نے آپ کی کفالت کی۔ ابتدائی دور میں آپؐ نے گلہ بانی کا وہ فریضہ بھی انجام دیا جو غالباً تمام انبیاء و رسل کا ایک مشترک وصف رہا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے تجارت کو ذریعہ معاش کے طور پر اپنایا۔ 25 سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت خدیجہ نے آپ کی دیانت داری سے متاثر ہو کر شادی کا پیغام بھیجا' جسے آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کے مشورے سے قبول کر لیا۔ جب عمر چالیس سال کی ہوئی تو آپؐ کو خلوت محبوب ہوگئی اور غارِ حرا میں جانا شروع کیا۔ وہیں پہلی وحی نازل ہوئی۔

آنحضور ﷺ نے دعوت کا آغاز کیا تو عورتوں میں حضرت خدیجہؓ' آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ' لڑکوں میں حضرت علیؓ اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثہؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ بعثت کے ابتدائی تین سال انفرادی ملاقاتوں کے ذریعے اسلام کی دعوت پہنچائی گئی۔ عشرہ مبشرہ میں سے چھ آدمیوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ تین سال کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا: ''اے نبیؐ! اپنے قریبی رشتہ داروں کو خبردار کیجیے''۔ (الشعراء:214)

حضور اکرم ﷺ نے اپنے خاندان بنو ہاشم کو دعوت طعام دی۔ کھانا کھلانے کے بعد جب آپؐ بات کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ابولہب جو کہ آپ کا چچا تھا' اس نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور کہا کہ: ''یہ انہونی سی باتیں کرتا ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں کہ اگر ہم یہ باتیں مان لیں گے تو پورا عرب ہمارا دشمن بن جائے گا۔ چھوڑو یہ باتیں اور یہاں سے چلو''۔ چنانچہ کسی نے آنحضور ﷺ کی بات نہیں سنی اور سارا مجمع چلا گیا۔ پھر آپؐ نے دوسری مرتبہ دعوت دی اور یہ تقریر کی: ''لوگو! قافلے کا سالار اور راہبر اپنے قافلے کو کبھی دھوکا نہیں دیتا۔ بفرضِ محال اگر میں ساری دنیا سے جھوٹ بول سکتا اور انہیں دھوکا دے سکتا تو خدا کی قسم پھر بھی آپ کو کبھی دھوکا نہیں دیتا' کیونکہ آپ تو میرے خاندان والے ہو''۔ اس کے بعد آپؐ نے کہا: ''خدا کی قسم تم نے مر جانا ہے جس طرح روز تم رات کو سوتے ہو اور پھر اللہ تعالیٰ تم کو اسی طرح اٹھائے گا جس طرح روز صبح کے وقت تم اٹھتے ہو''۔ اس موقع پر کسی نے آپؐ کی دعوت کو قبول نہیں کیا' سوائے حضرت علیؓ کے۔ انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں آپ کا ساتھ دوں گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ: ''اے پیغمبر!

اب اس بات کی دعوت علی الاعلان دیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے"۔ (سورۃ الحجر: 94) چنانچہ نبی کریم ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور عرب کے مروجہ دستور کے مطابق قوم کو ندا دی۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: "لوگو! اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تم پر ٹوٹ پڑنا چاہتا ہے تو کیا تم میری یہ بات مان لو گے؟" انہوں نے کہا: ضرور' اس لئے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ تو صادق اور امین ہیں۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "لوگو! میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ اس فانی زندگی کے بعد ایک ابدی زندگی آنے والی ہے۔ تم نے مرنا ہے اور اس کے بعد اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ اللہ ایک ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔" یہ سن کر ابولہب کہنے لگا: "تمہارے لئے ہلاکت و بربادی ہو۔ کیا تم نے ہمیں اس کام کے لئے جمع کر کے ہمارا وقت ضائع کیا ہے"۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ لہب نازل کی۔

جب نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کا اعلان ڈنکے کی چوٹ کیا تو مکہ والوں نے آپؐ کو اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کو مختلف طریقوں سے ستانا شروع کر دیا۔ نبوت کے پانچویں سال اہل ایمان کے لئے آزمائش اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ حضرت بلالؓ کو سنگلاخ زمین پر گھسیٹا گیا' لیکن اس حالت میں بھی وہ 'احد احد' کی آواز لگاتے رہے۔ حضرت خبابؓ بن ارت کو دہکائے ہوئے کوئلوں پر لٹایا جاتا ہے لیکن وہ حق پر قائم رہتے ہیں۔ دین اسلام کی سربلندی کے لئے سب سے پہلی شہادت حضرت سمیہؓ نے دی۔ پھر ان کے خاوند کے بازوؤں اور ٹانگوں کو چار اونٹوں سے باندھ کر ان اونٹوں کو چار مخالف سمتوں میں دوڑایا گیا۔ ان حالات میں نبی کریم ﷺ نے یہ اجازت دی کہ جو لوگ ان مشکلات کو برداشت نہیں کر سکتے وہ یہاں سے ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ پہلی ہجرت حبشہ کی طرف ہوئی۔ قریش کا ایک وفد حضرت ابوطالب کے پاس گیا کہ وہ اپنے بھتیجے یعنی حضرت محمد ﷺ کو دین اسلام کی دعوت سے روکیں۔ اس پر حضور ﷺ نے جواب دیا کہ "اب یا تو یہ کام پورا ہو کر رہے گا جو میرے رب کی طرف سے میرے حوالے کیا گیا ہے اور یا میں اسی میں اپنے آپ کو ہلاک کر دوں گا"۔

نبوت کے آٹھویں سال آنحضور ﷺ اور ان کے خاندان والوں کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔ یہ تین سال آپؐ نے اور آپؐ کے ساتھیوں نے بڑی مشکل سے گزارے۔ اس دوران وہ وقت بھی آیا کہ پانی کے بجائے چمڑے کے سوکھے جوتوں کو ابال کر ان کے پانی سے حلق کو تر کیا گیا۔ 10 نبوی میں نبی اکرم ﷺ کے چچا اور آپؐ کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔ اس سال کو "عام الحزن" کہتے ہیں۔ حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد مکے والوں کو یہ حوصلہ ہوا کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے۔ جب آنحضور ﷺ نے دیکھا کہ مکہ میں اب دعوت کا کام آگے نہیں بڑھ رہا تو آپ نے طائف کا رخ کیا اور وہاں کے تین سرداروں کو دعوت پیش کی' لیکن تینوں نے اس قدر تمسخر آمیز اور تحقیر آمیز انداز اختیار کیا کہ پچھلے دس سال کے دوران رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایسا معاملہ کبھی پیش نہیں آیا تھا۔

نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں یوم طائف ایک Turning Point کی حیثیت رکھتا ہے۔ مکہ واپسی پر صبر و استقامت اور سیرت و کردار کے دس سالہ امتحان کے بعد اب نصرت الٰہی کا ظہور شروع ہوتا ہے۔ 10 نبوی ہی کے ماہ رجب کے دوران وادی منیٰ میں آنحضور ﷺ کی ملاقات مدینہ سے آئے ہوئے چھ افراد سے ہوئی' جو ایمان لے آئے۔ اگلے سال 11 نبوی میں پھر یہ لوگ آتے ہیں اور بارہ افراد حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں' جو بیعت عقبہ اولیٰ کہلاتی ہے۔ ان کی درخواست پر نبی کریم ﷺ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مدینہ بھیجتے ہیں تا کہ وہ وہاں قرآن کی دعوت کو پھیلا سکیں۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کی ایک سال کی محنت کا نتیجہ 12 نبوی میں 75 افراد کے قبول اسلام کی صورت میں ملتا ہے۔ اس موقع پر بیعت عقبہ ثانیہ ہوتی ہے' جو ہجرت کی تمہید بن گئی۔ اس موقع پر انصار مدینہ نے آنحضور ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت دی اور یہ وعدہ کیا کہ ہم آپؐ کی اسی طرح حفاظت کریں گے جیسے کہ اپنے اہل و عیال کی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو مدینے کی طرف ہجرت کی عام اجازت دے دی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آنے پر آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ مدینہ جانے کے لئے مکہ سے نکلے۔ دشمنوں سے بچنے کے لئے تین دن تک غار ثور میں قیام کرنا پڑا۔

مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے ابتدائی چھ ماہ میں تین کام کئے:

i) مسجد نبویؐ کی تعمیر

ii) مواخات یعنی مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارے کا قیام

iii) مدینے کے دفاع کے لئے قبائل سے معاہدے

اس کے بعد چھاپہ مار مہم کا آغاز کیا گیا۔ سیرت کی مستند کتابوں کے مطابق جنگ بدر سے پہلے 8 مہمات ہوئیں۔ ان میں سے چار کی قیادت آنحضور ﷺ نے خود کی' جنہیں غزوات کہتے ہیں جبکہ چار سرایہ تھے' جن میں صحابہ کرامؓ کو بھیجا گیا۔ پیش نظر یہ تھا کہ جو تجارتی قافلے مکہ سے شام کی طرف جاتے ہوئے مدینہ کے پاس سے گزرتے ہیں' ان کا راستہ روکا جائے تا کہ مکہ والوں کو پتہ چلے کہ اب مسلمان کمزور نہیں ہیں بلکہ ان کے پاس طاقت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ قدم اس لئے اٹھایا کیونکہ آپ کا مشن دین حق کا غلبہ تھا۔ اس دین کے لئے آپؐ نے 13 سال انتہائی ظلم وستم برداشت کیا' لیکن جب ہاتھ میں قوت آ گئی تو آپؐ نے اس کے اظہار کا فیصلہ کیا۔ اس مرحلے پر سورۃ الحج کی یہ آیت مبارکہ نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے:

"اجازت دے دی گئی ان کو جن پر جنگ ٹھونس دی گئی ہے' اس لئے کہ ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے ہیں' اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر قادر ہے"۔

ان حالات میں ابوجہل 1000 کا لشکر لے کر بدر پہنچا' جس کے نتیجے میں جنگ بدر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے "یوم الفرقان" بنا دیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اللہ کس کے ساتھ ہے۔ اگلے سال قریش 3000 کا لشکر لاتے ہیں۔ مسلمانوں کو نظم و ضبط میں کمی کی وجہ سے وقتی شکست ہوتی ہے اور 70 صحابہؓ شہید ہوتے ہیں۔ 5 ہجری میں 12000 کا لشکر مدینہ پر حملہ آور ہو کر پوری بستی کا محاصرہ کر لیتا ہے' جو 20 دن تک جاری رہا۔ یہ غزوہ اہل ایمان کے لئے بہت بڑا امتحان ثابت ہوا۔ اس دوران نبی کریم ﷺ نے پیٹ پر پتھر باندھے کہ کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تیز آندھیاں چلیں اور کفار کا لشکر منتشر ہو گیا۔

6 ہجری میں مسلمان عمرے کے لئے مکہ گئے' جس کے نتیجے میں صلح حدیبیہ ہوئی۔ اگرچہ اس سال وہ عمرہ نہ کر سکے لیکن مسلمانوں کو ایک طاقت تسلیم کر لیا گیا۔ صلح حدیبیہ کو اللہ تعالیٰ نے فتح عظیم قرار دیا۔ مکہ والوں کے ساتھ جنگ بندی ہوئی تو آنحضور ﷺ کا دعوتی اور تبلیغی سلسلہ اگلے دو سال کے دوران اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ آپؐ نے اصحاب صفہ کو وفود کی شکل میں تبلیغ کے لئے عرب کے کونے کونے میں بھیجا۔

7 ہجری میں رسول اکرم ﷺ نے خیبر پر حملہ کیا اور وہاں سے یہودیوں کو نکالا۔ 8 ہجری میں 10000 جاں نثار صحابہ کا لشکر لے کر مکہ کی طرف پیش قدمی کی اور ایک فاتح کی حیثیت سے اس شہر میں داخل ہوئے۔ فتح مکہ کے فوراً بعد طائف کے قبائل کی طرف سے ایک آخری کوشش ہوئی اور غزوہ حنین کی شکل میں مقابلہ ہوا۔ ابتداً مسلمانوں کو شکست ہوئی لیکن بالآخر نبی اکرم ﷺ کی شجاعت نے رخ پھیر دیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

اس کے ساتھ ہی اظہار دین حق جزیرہ نمائے عرب کی حد تک پایہ تکمیل کو پہنچ گیا اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد ملک عرب کی حد تک مکمل ہو گیا --- لیکن یہ دین

(باقی صفحہ 8 پر)

# درندۂ بے چنگ

ایوب بیگ مرزا

نیو ورلڈ آرڈر نافذ کرنے اور اپنی عالمی حکومت قائم کرنے کے لئے جو سفر امریکہ نے دو جیتے جاگتے شہروں (ہیروشیما اور ناگاساکی) کو راکھ کا ڈھیر بنانے سے شروع کیا تھا' ویت نام' کوریا اور افغانستان سے ہوتا ہوا فی الحال وہ عراق تک طے ہوا ہے۔ ویت نام کی جنگ میں بدترین ہزیمت سے امریکہ نے یہ سبق سیکھا تھا کہ کوئی نیا محاذ کھولنے سے پہلے مدمقابل سپر پاور کا تیاپانچا کیا جائے تاکہ جنگل کا واحد بادشاہ جب کسی کمزور شکار پر حملہ آور ہو تو کسی کو اعتراض بلکہ احتجاج کرنے کی بھی جرات نہ ہو۔ چہ جائیکہ کوئی مداخلت کرکے شکار کو اس کے خونی پنجوں سے چھڑا لے۔ اسی ڈاکٹرین پر عملدرآمد کرتے ہوئے مختلف معاشی اور سازشی کارروائیوں سے سوویت یونین کو شکست و ریخت سے دوچار کیا گیا۔ ان ہی کارروائیوں میں سے ایک یہ تھی کہ اسے افغانستان میں گھسیٹ لایا گیا۔ وہاں اس کے خلاف پراکسی وار لڑی گئی۔ یہ جنگ سوویت یونین کے لئے تباہ کن ثابت ہوئی اور وہ کانچ کے برتن کی طرح ٹوٹ پھوٹ گیا۔ چین کو بھی اسی طرح کے جال میں پھانسنے کی کوشش کی گئی لیکن چینی قیادت اپنی قوم سے بہت مخلص اور دیانت دار تھی اور ذہین بھی بہت تھی۔ پھر یہ کہ سوویت یونین سے نمٹنے کے لئے چین کو بہت سی مراعات دی گئیں خصوصاً تجارت کی سطح پر' جس سے چین کو سنبھلنے کا موقع مل گیا۔ علاوہ ازیں سوویت یونین کی بربادی سے چین نے یہ سبق سیکھا کہ موجودہ دور میں ملکی سلامتی کا اصل راز معاشی استحکام میں پنہاں ہے۔ ایٹم بموں اور ہائیڈروجن بم سے معیشت کو سنبھالا نہیں دیا جاسکتا' البتہ معیشت مستحکم ہو تو سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے ضروری اسلحہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ چین کی خارجہ پالیسی کا ایک اہم پہلو یہ بھی تھا کہ غیر ضروری طور پر بیرونی دنیا کے معاملات میں ٹانگ نہ اڑاؤ۔ امریکہ نے مختلف طریقوں سے چین کو گھسیٹنے اور مشتعل کرنے کی کوشش کی لیکن چین نے ایک آدھ بیان ٹانکنے کے علاوہ بیرونی دنیا کے معاملے میں لاتعلقی اختیار کئے رکھی اور اپنی ساری توجہ معاشی استحکام پر مرکوز رکھی اور امریکہ کو ایک فاصلے پر رکھ کر اس سے تعلقات کے معاملہ میں میانہ روی اور اعتدال کی راہ اختیار کی۔ نہ اسے ایسا دشمن بنایا کہ وہ کسی اقدام کے لئے کوئی جواز بنا سکے اور نہ پاکستان کی طرح اسے ایسا دوست بنایا کہ ملکی مفاد کو بھی اس کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔

امریکہ نے اپنے عالمی غلبے کی تکمیل کے لئے دشمنوں کی جو ہٹ لسٹ تیار کی تھی' اس میں سرفہرست سوویت یونین تھا دوسرا نام اسلامی تہذیب کا تھا اور تیسرا زرد تہذیب (yellow civilization) کا نام درج ہے۔ سوویت یونین کا شیرازہ بکھیرنے میں اور اسے اپنے سامنے سرنگوں کرنے میں وہ کامیاب ہو چکا ہے۔ اب مسلمان ممالک کے خلاف کروسیڈ کا آغاز کیا جانا تھا۔ اس کے لئے کسی موقع اور جواز کی ضرورت تھی' لہٰذا موساد نے یہ ذمہ داری سنبھالی اور نائن الیون کا سانحہ وقوع پذیر ہوگیا۔

مسلمان ممالک کے شکار کا آغاز غریب اور پسماندہ ترین ملک افغانستان سے کیا گیا۔ بغیر کسی تحقیق اور تفتیش کے نائن الیون کے سانحہ کا الزام اسامہ بن لادن پر جو افغانستان میں پناہ گزین تھا' دھر دیا گیا اور اس بات کا زبردست پروپیگنڈا کیا گیا کہ امریکہ جیسے مہذب ملک پر خونخوار دہشت گردوں نے حملہ کر دیا ہے۔ اب تمام تہذیب یافتہ دنیا کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ دہشت گردوں کے مقابلے میں مہذب امریکی قوم کا ساتھ دیں۔ یہ دھمکی بھی دے دی گئی کہ جو امریکہ کا ساتھ نہیں دے گا' اس کے بارے میں باور کر لیا جائے گا کہ وہ دہشت گردوں کا ساتھی ہے' لہٰذا اس سے بھی دہشت گردوں کی طرح نمٹا جائے گا۔ یعنی اپنی اس جنگ کو مہذب با اخلاق اور تہذیب یافتہ اقوام جنہیں مہذب ترین ملک لیڈ کرے گا بمقابلہ خونخوار درندہ صفت دہشت گردوں کے خلاف جنگ قرار دے دیا۔ یہ غیر مہذب' جاہل' گنوار اور درندہ صفت لوگ بعض مسلم ممالک میں پناہ لئے ہوئے ہیں اور مہذب دنیا کو ان سے شدید خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے دنیا کے عسکری اور معاشی لحاظ سے مضبوط ترین ملک نے دنیا کے کمزور اور غریب ترین ملک پر حملہ کر دیا۔ ظاہر ہے یہ جنگ اول الذکر کو جیتنی تھی۔ غیر متوقع طور پر امریکی افواج کو افغانستان کا قبضہ حاصل کرنے میں ایک ماہ کا عرصہ لگا۔

اگلا ہدف مسلمان ملک عراق تھا جس کے بارے میں زبردست پروپیگنڈہ کیا گیا کہ اس کے پاس وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والا اسلحہ ہے۔ جب سلامتی کونسل کے انسپکٹروں نے اس پروپیگنڈے کا پول کھول دیا تو پھر اچانک امریکہ کو الہام ہوا کہ صدام تو بہت ظالم ہے اور عراقی عوام کو اس سے آزادی دلانا امریکہ کا مقدس فریضہ ٹھہرا۔ یہ جنگ بھی ایک ماہ میں جیت لی گئی۔ یہ مہذب با اخلاق اور علم و دانش کی وارث امریکی قوم فاتح کی حیثیت سے مفتوح اور مغلوب افغانی و عراقی عوام سے کیا سلوک کر رہی ہیں' راقم کو اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے جو تصاویر کی صورت میں ثبوت کے طور پر دنیا کے سامنے آئی ہیں اور وہ مظالم جن کی تصاویر نہیں بن پائیں' وہ بھی سامنے آئیں گی۔ دنیا کے سامنے یہ معاملہ اس وقت آیا جب بعض اخبارات اور رسائل و جرائد نے اس طرح کی تصاویر شائع کر دیں جن میں عراقیوں کو برہنہ کرکے انتہائی شرمناک اور انسانیت سوز سلوک کیا جارہا ہے۔ انہیں سر سے گردن تک آہنی ٹوپ نما شکنجے میں کس کر ان کے جسم کے نازک حصوں پر ضرب لگائی جارہی ہے۔ انہیں بجلی کے جھٹکے دیئے جارہے ہیں۔ انہیں مادر زاد ننگا کرکے ایک دوسرے سے بدفعلی کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔

امریکیوں کا بڑا اتحادی برطانیہ جس نے اپنے حسن اخلاق اور تہذیب کا بہت پروپیگنڈا کر رکھا ہے' اس کے فوجی امریکیوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔ ایک انگریز فوجی کو دکھایا ہے کہ عراقی قیدی کے جسم پر پیشاب کر رہا ہے۔ اس قسم کی بہت سی تصاویر ہیں جو تہذیب نو کا اصل اور حقیقی چہرہ دنیا کو دکھا رہی ہیں۔ یہ تصاویر امریکی اور اتحادیوں کے دل و دماغ کی غلاظت اور ان کے اخلاق کی صحیح عکاس ہیں۔ عراق کی جنگ کے معاملے میں یورپ چونکہ تقسیم ہوگیا تھا۔ فرانس اور جرمنی جیسے اہم یورپی ممالک نے اس جنگ میں امریکہ کا ساتھ نہیں دیا تھا' اسی لئے عراق میں ہونے والے ان انسانیت سوز مظالم کی تصاویر سامنے آگئی ہیں۔ مسلمان ممالک کے میڈیا میں تو اتنی صلاحیت اور جرأت نہیں ہے کہ وہ اس قسم کے انکشافات کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان پر حملہ میں چونکہ ساری دنیا امریکہ کی اتحادی بن گئی تھی' لہٰذا وہاں کی کوئی تصویر سامنے نہیں آسکی' وگرنہ کون نہیں جانتا کہ ان مہذب اور حسن اخلاق کے ٹھیکیدار

امریکیوں اور یورپین سپاہیوں نے ظلم کی ہر قسم کو افغانیوں پر آزمایا ہے۔ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں ہلاک کیا گیا۔ انہیں کنٹینروں میں بند کر دیا گیا جس میں وہ دم گھٹ کر مر گئے۔ انہیں زنجیروں سے باندھا گیا۔ انہیں پنجروں میں بند کیا گیا۔ ان پر جنسی تشدد ہوا۔ جدید ترین ٹیکنالوجی کو ان مظالم میں بھرپور طور پر استعمال کیا گیا۔ یہ سب کچھ کرتے ہوئے مہذب اقوام کے نمائندے فوجی پاس کھڑے ہو کر قہقہے بلند کرتے رہے۔ ان میں مرد بھی شامل ہوتے تھے اور عورتیں بھی۔ اس دوران میں نہ اقوام متحدہ متحرک ہوئی نہ سلامتی کونسل کا کوئی خصوصی اجلاس ہوا، نہ جنیوا کنونشن کا کہیں ذکر سنا گیا۔ کوئی انسانی حقوق کی تنظیم سامنے نہ آ سکی۔ کسی طرف سے کوئی مطالبہ، کوئی مظاہرہ، کوئی احتجاج سامنے نہ آیا۔ یہ افغانی چونکہ حیوانوں، پالتوں جانوروں یا جنگلی جانوروں کی فہرست میں نہیں آتے لہٰذا مہذب یورپی ممالک اور امریکہ میں بے شمار حیوانوں اور جنگلی جانوروں کے تحفظ کی انجمنیں یہ موقف اختیار کر سکتی ہیں کہ ان مظالم پر وہ کچھ کہنے سننے سے اس لئے قاصر ہیں کہ معاملہ ان کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ مہذب اقوام کی افواج نے افغانستان میں ایک نیا تجربہ بھی کیا۔ وہ یہ کہ وہ افغانیوں کی شہ رگ کاٹتے اور اس میں پٹرول بھر دیتے۔ پھر رقص و سرور کی کوکھ سے جنم لینے والی اس تہذیب نو کے نمائندے رقص بسمل کا نظارہ کر کے خوب لطف اندوز ہوتے۔ بہرحال بش اور بلیئر کہتے ہیں کہ انہیں ان تصاویر سے بہت شرمندگی ہوئی ہے۔ "ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا"

اب آیئے پسماندہ ملک کے دہشت گردوں کے اخلاق اور رویہ کی طرف۔ افغانستان میں جنگ کے دوران طالبان نے تین غیر ملکی خواتین کو گرفتار کر لیا۔ رہائی کے بعد جو کچھ ان خواتین نے بتایا وہ مغرب کی تہذیب نو اور اس کے کارندوں کے منہ پر تھپڑ مارنے کے مترادف ہے۔ انہوں نے طالبان کے خلاف اور ان کی عورتوں کے ساتھ رویہ کے حوالے سے مغربی میڈیا کی جو جھوٹ کے طومار باندھ رہا تھا، سختی سے تردید کی۔ دوران قید ان کی عزت و عفت کی کس طرح حفاظت کی گئی، ان کے کھانے پینے اور آرام کا کس طرح خیال رکھا گیا، اس کی تمام تفصیلات پریس کو بتائیں۔ مغرب کے جانبدار میڈیا نے ان خواتین کے بیانات کو زیادہ کوریج نہ دی کیونکہ ایسی خبریں جھوٹ اور من گھڑت قصوں کو بے نقاب کر دیتی ہیں۔

جارج بش نے کانگرس کے سالانہ خطاب میں پالیسی بیان دیتے ہوئے کہا تھا کہ دہشت گردی کی یہ جنگ ایک تہذیب یافتہ قوم کی غیر مہذب اور انسان دشمن لوگوں کے ساتھ جنگ ہے۔ لہٰذا ساری مہذب دنیا اس جنگ میں انسانیت کے ان دشمنوں کے خلاف ہمارا ساتھ دے۔ ہم دنیا کو مہذب، محفوظ اور پرامن بنانا چاہتے ہیں۔ ہمارا دشمن اصول و ضوابط کا پابند اور قائل نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں بہت چوکس رہنا ہوگا۔ آج جب بغداد کے گلی کوچے دھماکوں سے لرز رہے ہیں، امریکی فوجی شہریوں کے گھروں کے دروازے توڑ کر پیسہ اور زیورات لوٹ رہے ہیں۔ افغانستان میں گلی میں کھیلتے ہوئے چھوٹے بچوں پر بم برسا رہے ہیں۔ جس سے نو چھوٹے معصوم بچے شہید ہو گئے۔ شادی والے گھروں کو بم برسا کر ماتم کدہ بنا رہا ہے۔ نجف اور فلوجہ کا محاصرہ کر کے عوام کو کھانے پینے کی اشیاء سے محروم کر رہے ہیں، تو راقم عراقیوں کی برہنہ تصویریں سامنے رکھ کر لغت کی کتاب سے ورق گردانی کر رہا ہے شاید مسلمان ممالک کے تعلیمی نصاب کے ساتھ ساتھ لغت میں بھی تبدیلی ہو چکی ہے اور تہذیب، اخلاق، امن اور تحفظ کے معنی بدل چکے ہوں یا کالی اور سفید چمڑی کے لئے ان کے معنی الگ الگ کر دیئے گئے ہوں۔

## بقیہ : منبر و محراب

حرف اس خطبے کے لئے نہیں آیا تھا۔ یہ تا قیام قیامت پوری نوع انسانی کے لئے ہے۔ دنیا کے جتنے بھی باطل ادیان ہیں، ان سب پر دین اسلام کو غالب ہونا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے 9 ہجری میں 30000 کا لشکر تیار کیا اور اس وقت کی سپر پاور سلطنت روما کے خلاف تبوک کی طرف سفر کیا۔ وہاں آپؐ نے 20 دن قیام کیا، لیکن لاکھوں کی فوج ہونے کے باوجود ہرقل قیصر روم مقابلے کے لئے نہیں آیا۔ آنحضور ﷺ اردگرد کے قبائل کو اپنا حلیف بنا کر واپس تشریف لے آئے۔

10 ہجری میں رسول اکرم ﷺ حجۃ الوداع کے لئے بنفس نفیس تشریف لے جاتے ہیں۔ اس موقع پر آنحضور ﷺ نے عرفات میں بھی خطبہ دیا اور منیٰ میں بھی خطبے ارشاد فرمائے۔ ان ہی خطبات کو یکجا کر کے خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ خطبے کے آخر میں نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے سوال کیا: "لوگو! میں نے (دین تم تک) پہنچا دیا یا نہیں؟" مجمع نے بیک زبان ہو کر کہا: "ہاں حضور ﷺ! ہم گواہ ہیں کہ آپؐ نے حق تبلیغ ادا کر دیا، حق امانت ادا کر دیا، حق نصیحت ادا کر دیا"۔ آنحضور ﷺ نے تین مرتبہ سوال کیا اور تینوں مرتبہ پورے مجمع نے یہی جواب دیا۔ اس کے بعد آپؐ نے تین مرتبہ انگشت شہادت سے پہلے آسمان کی طرف اور پھر لوگوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: "اے اللہ تو بھی گواہ رہ! اے اللہ تو بھی گواہ رہ! اے اللہ تو بھی گواہ رہ!" پھر سارے مجمع سے فرمایا: "اب چاہئے کہ پہنچائیں وہ جو یہاں موجود ہیں اُن کو جو یہاں موجود نہیں"۔ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کے اس پیغام کو سمجھا، تبھی آج میں اور آپ مسلمان ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے مرض وفات میں ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا تھا اور اس کا کمانڈر ایک نوجوان صحابی حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بنایا تھا تاکہ اس وقت کی سپر پاور کا قلع قمع کیا جا سکے، لیکن نبی کریم ﷺ کی حیات دنیوی میں اس کی روانگی نہیں ہو سکی تھی۔ چنانچہ آپ کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس لشکر کو روکا نہیں اور حضرت اسامہؓ کو گھوڑے پر سوار کر کے خود پیدل چلتے ہوئے اسے رخصت کیا۔ جیش اسامہ کی روانگی سے جس عمل کا آغاز ہوا، وہ عہد خلافت فاروقی اور عہد خلافت عثمانی میں بتمام و کمال اپنے انجام کو پہنچا۔ اس ربع صدی کے دوران دین پھیلتا گیا اور آدھی سے زیادہ دنیا میں اسلام غالب ہو گیا۔

اس کے بعد زوال و انحطاط کا وہ عمل شروع ہوا جو اب تک مسلسل جاری ہے اور آج ہم اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ غیروں کا دین، غیروں کا ورلڈ آرڈر ہمارے اوپر غالب ہے۔ ہم مغلوب اور محکوم ہیں۔ ہم نے اسلام کو صرف نمازیں پڑھنے، روزے رکھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے تک ہی محدود کر رکھا ہے۔ جبکہ حضور اکرم ﷺ کی سیرت کا پیغام یہ ہے کہ اسلام کو ایک دین کے طور پر اس دنیا پر غالب کرنا ہے۔ اس کام میں جو بھی اپنا تن من دھن لگائے گا، درحقیقت وہی آپؐ کا ساتھی کہلانے کا مستحق ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ماہ ربیع الاول کے اس پیغام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہم نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی سیرت کے مطابق اللہ کے دین کو تمام باطل نظام ہائے زندگی پر غالب کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ آمین!

### خلق و رفق

خلق سے مراد خوش خوئی اور رفق سے مراد نرمی اور دل جوئی ہے خلق عمدہ ترین نعمت اور زیبا ترین خصلت ہے۔ جب حق تعالیٰ سبحانہ نے ایمان پیدا کیا تو ایمان نے عرض کیا کہ اے خداوندا! مجھ کو قوی بنا۔ خداوند قدوس نے اس کو نیک خوئی اور سخاوت سے قوت بخشی اور جب کفر کو پیدا کیا تو اس نے بھی کہا کہ خدایا مجھے قوی بنا۔ خداوند تعالیٰ نے اس کو تند خوئی اور بخل سے قوت بخشی۔ حدیث میں آتا ہے کہ بخیل اور بدخو بہشت میں نہ جائیں گے۔

(انتخاب: فرید اللہ مروت)

## مشاہیر جنگ آزادی' فرداً فرداً

# مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

سید قاسم محمود

کیسی کیسی مجاہد خیز اور علم پرور بستیاں تھیں جو زمین کے اس چھوٹے سے ٹکڑے میں آباد ہوگئی تھیں۔ کاندھلہ' بڈھانہ' پھلت' تھانہ بھون' جھنجھانہ' دیوبند' رام پور' سہارن پور' کیرانہ' گنگوہ۔ آج ایسی ہی ایک بستی نانوتہ کے فرزندِ جمیل کی علمی اور مجاہدانہ زندگی کے حالات بیان کرنا مقصود ہے۔

❀ مولانا محمد قاسم دارالعلوم دیوبند کے بانی' انیسویں صدی عیسوی کے مشہور مجاہد' متکلم' معلم اور مناظر و منصف تھے۔ وہ شعبان **1248ھ 1832ء** میں نانوتہ (ضلع سہارن پور) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شیخ اسد علی مولانا مملوک علی کے ہم درس تھے اور انہوں نے شاہنامہ فردوسی تک فارسی کی تعلیم حاصل کی تھی۔ شیخ اسد علی کو کھیتی باڑی سے شغف تھا۔ بااخلاق' صاحبِ مروّت' کنبہ پرور' مہمان نواز' نمازی اور پرہیز گار تھے۔

مولانا محمد قاسم بچپن ہی سے ذہین' طباع' بلند ہمت' تیز طبع' حوصلہ مند' جفاکش' بہادر اور چست و چالاک واقع ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے وطن کے ایک مکتب میں ابتدائی تعلیم کے علاوہ قرآن مجید اور کچھ فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ بعد ازاں نانوتہ سے مولانا مہتاب علی کے مکتب میں دیوبند بھیج دیئے گئے۔ جہاں انہوں نے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد اپنے وطن نانوتہ چلے آئے۔ حسن اتفاق سے مولانا مملوک علی' جو دلی عربی کالج میں علوم شرقیہ کے مدرس اور مولانا محمد قاسم کے رشتے دار تھے اس زمانے میں اپنے وطن آئے ہوئے تھے' وہ دہلی جاتے ہوئے مولانا قاسم کو بھی ساتھ لیتے گئے۔

مولانا قاسم نے آٹھ سال تک مولانا مملوک علی سے کالج کے فارغ اوقات میں ان کے گھر پر تعلیم پائی اور ایک سال دلی کالج میں علم ریاضی کی تحصیل میں گزارا۔ علم حدیث کے لئے وہ شاہ عبدالغنی مجددیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے' جو اپنے زمانے کے باکمال محدث تھے اور جن کا سلسلۂ سند حدیث شاہ محمد اسحاقؒ کے واسطے سے شاہ ولی اللہؒ تک پہنچتا ہے۔ اس زمانے میں مفتی صدرالدین آزردہ دہلی کی علمی' ادبی اور مجلسی زندگی کی روح رواں تھے۔ مولانا محمد قاسم نے ان سے بھی کسب فیض کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد انہوں نے حاجی امداد اللہؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور عمر بھر ان کی محبت و عقیدت سے سرشار رہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی مولانا محمد قاسم کے ایک سال بعد دہلی آئے تھے۔ دونوں نے مولانا مملوک علی اور شاہ عبدالغنی مجددیؒ سے ایک ساتھ تعلیم پائی۔ دونوں حاجی امداد اللہ سے بیعت ہوئے اور ساری عمر یک جاں و دو قالب بنے رہے۔

مولانا قاسم طالب علمی سے فراغت کے بعد مولانا احمد علی سہارنپوری کے مطبع احمدی' دہلی میں کتابوں کی تصحیح کی خدمت انجام دینے لگے۔ (**1269ھ 1852ء**)۔ اس زمانے میں مولانا احمد علی بخاری شریف کی تصحیح اور تحشیہ میں مصروف تھے۔ پانچ چھ سیپارے آخر کے باقی تھے کہ انہوں نے سارا کام مولانا محمد قاسم کے سپرد کر دیا۔ مولانا نے حاشیہ اس قابلیت سے لکھا کہ دیکھنے والے انہیں خراج تحسین دیئے بغیر نہیں رہ سکے۔ مسلمانانِ ہند کے فخر کے لئے یہ امر کافی ہے کہ صحیح بخاری کو پہلی دفعہ انہوں نے نہایت صحت و صفائی کے ساتھ چھاپ کر شائع کیا۔ کتاب کے آخر میں مفتی صدر الدین آزردہ کی ایک تقریظ میں ہے۔ **1853**ء میں ان کی شادی ہوگئی۔ اس زمانے میں جنگ کریمیا جاری تھی' جس میں ترک اور روسی نبرد آزما تھے۔ مسلمانانِ ہند شب و روز ترکوں کی نصرت و فتح مندی کے لئے دعا گو رہتے تھے۔ مولانا محمد قاسمؒ نے اپنی اہلیہ کے تمام زیورات سلطانی چندے میں دے دیئے۔ **1856**ء اور **1857**ء میں وہ کبھی نانوتہ اور کبھی دیوبند میں مقیم رہے اور اسی زمانے میں **1857**ء کی جنگ آزادی شروع ہوگئی تھی۔

مئی **1857**ء میں میرٹھ چھاؤنی سے ہندوستانی فوجوں نے علم حریت بلند کیا تو سارا شمالی ہندوستان یکدم ہنگامے کی لپیٹ میں آگیا اور ملک کا امن و امان تہہ و بالا ہو گیا۔ دہلی میں جنرل بخت خان کی آمد (**2** جولائی **1857**ء) پر علما کے مشورے سے جہاد کا اعلان ہوا اور اسی کی تحریک پر علمائے عصر نے جامع مسجد دہلی میں جمع ہو کر انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ مرتب کیا' جس پر مفتی صدر الدین آزردہ' مولوی محمد نذیر حسین اور مشہور مناظر اسلام' مولوی رحمت اللہ کیرانوی کے دستخط تھے۔ مؤخرالذکر حاجی امداد اللہ کے نمائندے تھے۔ اس فتوے کا بہت اچھا اثر ہوا اور انقلاب کی اہمیت نوائے جہاد کے باعث مسلمانوں میں بڑھ گئی۔ مغل بادشاہ بہادر شاہ اور شہزادوں میں بھی حاجی امداد اللہ کا وقار اور احترام تھا اور محل کی بیگمات میں بھی ان کی بزرگی کا چرچا تھا۔ محمد قاسم نے نواب شیر علی خان' رئیس مراد آباد کی معرفت بہادر شاہ کو آزادی وطن کی جنگ پر آمادہ کیا اور عرض کیا کہ بادشاہ انگریزوں کے خلاف اپنی طاقت استعمال کر کے دہلی کو انگریزوں سے پاک کرنے کی کوشش کریں اور ہم تھانہ بھون اور شاملی سے جہاد کرتے ہوئے دہلی کی طرف بڑھیں گے تو دہلی کا آزاد ہو جانا ممکن ہے۔

اس تحریک آزادی میں تھانہ بھون (ضلع مظفر نگر) سے انگریزوں کا عمل دخل جاتا رہا تو شہر کے باشندوں نے حاجی امداد اللہؒ کو اپنا امام بنا لیا اور مولانا محمد قاسمؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہی ان کے مشیر قرار پائے۔ حاجی صاحب نے دیوانی و فوجداری مقدمات شرعی فیصلہ کے مطابق چند روز تک قاضی شرع بن کر فیصلے بھی فرمائے۔ جہاد کے لئے رضا کار بھرتی کئے گئے۔ مجاہدین کے حوصلے بڑھے تو انہوں نے شاملی کی تحصیل کو' جو قلعے کی طرح مستحکم تھی' حملہ کر کے اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس یلغار میں مولانا محمد قاسم اور مولانا رشید احمد گنگوہی بھی شامل تھے۔ محصورین میں سے ایک سو تیرہ آدمی مارے گئے اور مجاہدین اس فتح کے بعد تھانہ بھون لوٹ آئے۔ شاملی کی شکست نے انگریزوں کو بے حد مشتعل کر دیا تھا۔ اس اثناء میں **14** ستمبر **1857**ء کو انگریزوں کا دہلی پر مکمل قبضہ ہو گیا تھا۔ انگریزوں نے کلکٹر مظفر نگر مسٹر ایڈورڈز کو حکم دیا کہ وہ تھانہ بھون پر یلغار کر کے شہر پر تسلط بحال کر دے۔ اس نے کچھ پیدل سکھ فوج اور کچھ گورکھے اور دو توپوں کے ساتھ تھانہ بھون پر حملہ کیا۔ مجاہدین نے پہلے تین حملے تو پسپا کر دیئے' لیکن چوتھے حملے کو روک نہ سکے اور میدان چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ اس جنگ میں حافظ محمد ضامن شہید نے بھی جام شہادت نوش کیا۔ تھانہ بھون پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا اور اس کو بری طرح تباہ و برباد کر دیا۔ اس معرکے میں مولانا محمد قاسمؒ کے بھی سر میں گولی لگی تھی لیکن وہ ہر طرح محفوظ رہے۔

جہاد آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے دارو گیر کی مہم شروع کر دی۔ بغاوت کے الزام میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسمؒ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے۔ حاجی امداد چھپتے چھپاتے انبالہ پہنچے اور وہاں سے لدھیانہ، فیروز پور اور بہاولپور ہوتے ہوئے کراچی پہنچ کر مکہ معظمہ چل دیئے اور بقیہ عمر وہیں گزاری۔ مولانا رشید احمد گنگوہی گرفتار ہوئے اور جیل میں ڈال دیئے گئے، لیکن چھ ماہ بعد رہا کر دیئے گئے۔ مولانا محمد قاسمؒ ہر قسم کی گزند سے محفوظ رہے۔ اگلے برس 1858ء میں ملکہ وکٹوریہ نے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ لیکن مولانا محمد قاسمؒ عمر بھر سرکار برطانیہ کی نظروں میں مشتبہ اور ناپسندیدہ رہے۔ 15 جمادی الاولیٰ 1377ھ 29 نومبر 1860 کو وہ براستہ پنجاب و سندھ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں جہاز پر ہی قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا۔ ہر روز جتنا حفظ کرتے تھے، رات کو نماز تراویح میں اتنا ہی سنا دیتے تھے۔ زیارت حرمین شریفین کے بعد براہ بمبئی دسمبر 1861ء میں اپنے وطن واپس آئے۔

حج سے واپسی پر انہوں نے منشی امتیاز علی کے مطبع مجتبائی میرٹھ میں تصحیح کتب کا کام شروع کر دیا۔ منشی امتیاز علی اپنے زمانے کے باکمال خوشنویس تھے۔ انہوں نے خط نسخ اور خط نستعلیق میں کتابت کی اصلاح بہادر شاہ ظفر سے لی تھی۔ میرٹھ میں مولانا کا قیام 1868۔1869ء تک رہا۔ فارغ اوقات میں وہ طلبہ کو صحیح مسلم اور مولانا روم کی مثنوی معنوی کا بھی درس دیا کرتے تھے۔ ان کے قیام میرٹھ کا اہم کارنامہ حمائل شریف کی تصحیح ہے۔ یہ حمائل، جو 1286ھ میں مطبع مجتبائی دہلی سے چھپ کر شائع ہوئی تھی، آج بھی صحت اور صفائی کے لحاظ سے ایک عمدہ نمونہ سمجھی جاتی ہے۔

دارالعلوم دیو بند:

دہلی کی تباہی کے بعد بعض اکابر دیوبند کو یہ خیال آیا کہ اب ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ و بقا کی واحد صورت ایک عربی مدرسے کا قیام ہے، چنانچہ ان بزرگوں کی سعی سے 15 محرم الحرام 1283ھ/30 مئی 1867ء کو دیوبند کی ایک مسجد میں مدرسہ عربیہ دیوبند کا، جو بعد میں دارالعلوم دیوبند کہلایا۔ قیام عمل میں آیا۔ بعد ازاں یہ مدرسہ جامع مسجد میں منتقل ہو گیا۔ مولانا محمد قاسمؒ جو اس وقت میرٹھ میں مقیم تھے۔ ارباب مدرسہ کے مشوروں میں برابر شریک رہے اور کبھی کبھی دیوبند آ کر مدرسے کے امور میں ان کی برابر رہنمائی اور نگرانی بھی کرتے رہے۔ جب جگہ کی تنگی محسوس ہونے لگی تو مولانا محمد قاسم نے تحریک کی کہ اب مدرسے کے لئے مستقل عمارت ہونی چاہئے، چنانچہ مدرسے کی عمارت کا سنگ بنیاد 1292ھ/1876ء میں رکھا گیا۔ اس تقریب میں مولانا قاسم نانوتویؒ کے علاوہ مولانا احمد علی محدث سہارنپوری، مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد مظہر شامل تھے۔ چونکہ مدرسے کی تعمیر کے محرک و مؤسس مولانا محمد قاسم ہی تھے اس لئے وہی مہتمم قرار پائے اور وہ آخری دم تک مدرسے کی تعمیر و ترقی میں مصروف رہے۔ یہ درسگاہ پانچ برس میں بن کر تیار ہوئی۔

مدرسے کے کاموں کی نگرانی کے علاوہ مولانا محمد قاسم نے نکاح بیوگان اور لڑکیوں کے لئے وراثت میں حصہ دلانے کی تبلیغ بھی جاری رکھی، جس کا قبل ازیں سید احمد شہید نے کامیاب آغاز کیا تھا۔ انہوں نے اپنی بیوہ ہمشیرہ کا نکاح ثانی کر کے مسلمانوں کے سامنے عملی مثال پیش کر دی۔ غمی و شادی کی فضول رسموں کی اصلاح کی اور اہل بدعت کے خلاف قلمی و لسانی جہاد جاری رکھا۔ اسی زمانے میں انہوں نے سرسید کو ان کی حدیث و عقائد میں آزادروی پر فہمائشی اور اصلاحی خطوط لکھے اور ان کے بعض شبہات و اعتراضات کا جواب دیا، جس کا ذکر تصفیۃ العقائد میں موجود ہے۔ اس کے باوجود مولانا اور سرسید احمد کے تعلقات نہایت خوشگوار اور مخلصانہ رہے۔ دونوں ایک دوسرے کے مداح اور مرتبہ شناس تھے۔ مولانا نے دوسرا حج 1870ء میں اور تیسرا حج 1876ء میں کیا۔ ان دونوں سفروں میں وہ اپنے پیرومرشد حاجی امداد اللہؒ اور استاذ الحدیث شاہ عبدالغنی مجددیؒ کی زیارت سے شادکام ہوئے۔

مولانا محمد قاسمؒ کے زمانے میں بعض لوگ اسلام پر اعتراض و طعن کے لئے میدان میں اتر آئے تھے۔ ان میں عیسائی پادری اور آریہ سماجی پیش پیش تھے۔ ان کے مقابلے میں اسلام کی مدافعت کے لئے مولانا محمد قاسم بھی میدان میں نکل آئے۔ 1872ء میں ان کا مباحثہ پادری عماد الدین اور پادری تارا چند سے دہلی میں ہوا اور وہ کامیاب رہے۔ 1876ء میں چاند پور (ضلع شاہجہان پور) کے ایک کبیر پنتھی تعلقہ دار نے تحقیق مذہب کے لئے ہندو پنڈتوں، عیسائی پادریوں اور مسلمان عالموں کو جمع کیا کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کریں۔ اس نے اس میلے کا نام "میلہ خدا شناسی" رکھا۔ اس جلسے میں پنڈت نند سرستی اور مولانا محمد قاسمؒ بھی مدعو تھے۔ مولانا محمد قاسمؒ نے ابطال تثلیث و شرک اور اثبات توحید میں ایسی مدلل تقریریں کیں کہ دوست و دشمن سب مان گئے اور عیسائی پادریوں نے اعتراف شکست کر لیا۔ اگلے سال پھر جلسہ ہوا۔ اس دفعہ پنڈت دیانند سرستی نے اسلام پر اعتراضات کئے، جن کا شافی جواب مولانا محمد قاسم نے دیا۔ اس کے بعد پنڈت دیانند نے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی مہم شروع کر دی۔ 1878ء میں اس نے رڑکی (ضلع سہارنپور) پہنچ کر اسلام پر کچھ اعتراضات مشتہر کئے۔ اہل رڑکی نے مولانا محمد قاسم کو دعوت دی کہ وہ رڑکی آ کر پنڈت دیانند کی یاوہ گوئی کا جواب دیں، لیکن وہ خود الٹے سیدھے بہانے کر کے رڑکی سے بھاگ نکلا اور میرٹھ پہنچ گیا۔ مولانا بھی گفتگو کے لئے میرٹھ گئے، لیکن دیانند کو ان کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی اور اس نے راہ فرار اختیار کرنے میں عافیت سمجھی۔

تیسرے حج سے واپس ہوتے ہوئے مولانا محمد قاسم کو بخار، کھانسی اور سانس کی تکلیف شروع ہو گئی تھی، مگر اس حالت میں بھی وہ دارالعلوم دیوبند کے فروغ و ترقی اور عیسائیوں اور آریاؤں سے مناظروں میں برابر حصہ لیتے رہے اور طلبہ کو بھی پڑھاتے رہے۔ یونانی طبیبوں نے ہر قسم کا علاج کیا، ڈاکٹروں نے ہر طرح سے تدبیر کی، لیکن مرض رفع نہ ہوا۔ آخر انہوں نے 4 جمادی الاولیٰ 1297ھ/15 اپریل 1880ء کو بعد نماز ظہر وفات پائی اور دارالعلوم دیوبند میں دفن ہوئے۔ اس طرح ان کی زندگی، جو طویل سیاسی، علمی اور تبلیغی جدوجہد سے عبارت تھی، اختتام کو پہنچی۔ "ہائے خزانہ خوبی" تاریخ وفات ہے۔ ان کے متعلق سرسید نے لکھا ہے: "مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نے اپنی کمال نیکی، دینداری اور ورع و انکسار سے ثابت کر دیا تھا کہ اس ولی کی تعلیم و تربیت کی بدولت مولوی محمد اسحٰق صاحب کی مانند اور شخص کو بھی خدا نے پیدا کیا ہے۔ بلکہ چند باتوں میں ان سے زیادہ۔ ان کا پایہ اس زمانے میں شاید معلومات علمی میں شاہ عبدالعزیزؒ سے کم ہو، الا اور تمام باتوں میں ان سے بڑھ کر تھا......"۔ مولوی محمد قاسم اس دنیا میں بے مثال تھے، درحقیقت فرشتہ سیرت اور ملکوتی خصلت شخص تھے۔

مولانا محمد قاسمؒ سے سینکڑوں طلبہ نے استفادہ کیا تھا۔ ان میں ممتاز ترین مولانا فخر الحسن گنگوہی (مصنف التعلیق المحمود علی سنن ابی داؤد)، مولانا احمد حسن امروہوی اور (شیخ الہند) مولانا محمود حسن [رک باں] ہیں، جن کے تلامذہ در تلامذہ نے علوم اسلامیہ کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔

مولانا صاحب کی تصانیف

(۱) حاشیہ صحیح البخاری۔ مولانا احمد علی محدث سہارنپوری اور مولانا محمد قاسم کی مشترکہ کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ یہ اختصار کے باوجود بہت سی شروح پر فوقیت رکھتا ہے اور گزشتہ سوا سو برس میں متعدد مرتبہ چھپ چکا ہے۔

(۲) تقریر دلپذیر: اسلام کے اصول کلیہ پر جامع و مانع تقریر۔

(۳) تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ایک روایت کی عقلی و نقلی تشریح اور زمینوں کے سات ہونے اور حضورﷺ کے خاتم النبیین

ہونے کا بیان ہے۔

(۴) آب حیات: آنحضرتﷺ کی حیات برزخی کا بیان۔

(۵) انتصار الاسلام: آریہ سماجیوں کے مقابلے میں اسلامی اصول کا فلسفہ۔

(۶) تصفیۃ العقائد: سرسید احمد خان سے خط و کتابت اور ان کے شبہات کا جواب۔ اس کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

(۷) حجۃ الاسلام: عیسائیوں کے مقابلے میں اسلامی اصولوں کی وضاحت۔

(۸) قبلہ نما: پنڈت دیانند نے مسلمانوں پر اعتراض کیا تھا کہ وہ کعبے کی طرف منہ کر کے کیوں نماز پڑھتے ہیں' اس کا شافی جواب۔

(۹) تحفۂ لحیہ: آریوں کے شبہات کا جواب۔

(۱۰) مباحثۂ شاہجہان پور: آریوں سے مناظرے کی روداد۔

(۱۱) جمال قاسمی: مکتوبات۔

(۱۲) توثیق الکلام: مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر بحث۔

(۱۳) اجوبۂ اربعین: تحذیر الناس پر علمائے رام پور کے اعتراضات کا جواب۔ (۱۴) ہدایۃ الشیعہ: شیعہ عقائد پر مفصل بحث۔

مولانا محمد قاسم کی سب سے بڑی علمی اور زندہ و جاوید یادگار دارالعلوم دیوبند کا قیام ہے۔ [مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مدرسہ دارالعلوم دیوبند [رک بہ دیوبندی] کے اصل بانی نہ تھے' لیکن مدرسے کو ایک شاندار دارالعلوم بنانے کا خیال آپ کا تھا۔ جن قابل عزت بزرگوں نے اس مدرسے کو شروع کیا' شاید ان کا منتہائے مقصود ایک مکتب سے زیادہ نہ تھا جو جامع مسجد کی سہ دری میں بھی جاری رہ سکتا تھا' لیکن مولانا نے شروع ہی سے اپنا تخیل بلند تر رکھا اور مدرسے کی علمی و فکری بنیادیں اس قدر وسیع اور بلند رکھیں کہ اس پر دارالعلوم کی شاندار عمارت تعمیر ہو سکی]۔ اس کے علاوہ انہوں نے مراد آباد (مدرسہ قاسم العلوم)' امروہہ (مدرسہ عربیہ اسلامیہ' جامع مسجد)' گلاؤٹھی (بلندشہر) اور نگینہ (ضلع بجنور) میں بھی مدارس قائم کئے' جو اب تک دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان مدارس کے فضلاء نے جو چین سے سواحل افریقہ اور ترکستان سے لے کر سری لنکا تک پھیلے ہوئے ہیں' مسلمانوں کے قومی تشخص کے برقرار رکھنے اور علوم اسلامیہ کے تحفظ و اشاعت کی ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اربابِ دیوبند اور فضلائے دیوبند انگریزوں کے جاہ و جلال سے کبھی مرعوب نہ ہو سکے اور نہ انہوں نے برطانوی استعمار سے سمجھوتے کی کوشش کی' بلکہ تحریک دارالعلوم درحقیقت برطانوی استعمار کے خلاف ہمیشہ سرگرم عمل رہی۔ وہ خاموشی سے اپنے کام میں لگے رہے۔ انہوں نے صدق و دیانت' تقویٰ و دینداری' امت محمدیہ سے ہمدردی و خیر خواہی اور راہِ حق میں سرفروشی و جانبازی کی جو روشن مثالیں پیش کی ہیں وہ ممالک اسلامیہ کے علماء اور فضلا کے لئے قابل رشک ہیں۔

گزشتہ ڈیڑھ سو برس میں انہوں نے علوم اسلامیہ' ان کی تعلیم و تدریس اور ان کی نشر و اشاعت کے لئے سرگرم اور قابل قدر کوشش کی ہیں۔


ماخذ:

☆ اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ' پنجاب یونیورسٹی (جلد 19)
☆ علماء سیاست میں (ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی)
☆ سوانح قاسمی (مولانا مناظر احسن گیلانی)
☆ بیس بڑے مسلمان (عبدالرشید ارشد)
☆ علماء ہند کا شاندار ماضی (مولانا سید محمد میاں)
☆ جنگ آزادی 1857ء (محمد ایوب قادری)
☆ جنگ آزادی 1857ء (خورشید مصطفیٰ رضوی)
☆ موج کوثر (شیخ محمد اکرام)


## اِنِ الحُکمُ اِلَّا للّٰہُ

(ملک نصر اللہ عزیز)

اے انفس و آفاق کے دیرینہ خداوند — ان تازہ خداؤں سے ہے بیزار زمانہ
اپنے لئے بندوں کی جبینوں کو جھکا کر — کرتے ہیں یہ تیرے لئے سجدوں کا بہانہ
افسانوں کو دیتے ہیں حقیقت کے مراتب — اور جو ہے حقیقت اسے کہتے ہیں فسانہ
چڑھتے ہوئے سورج کے پجاری ہیں یہ ظالم — باپ ان کا زمانہ ہے یہ ہیں ابنِ زمانہ
میں نے دلِ بے تاب کو ہر بات بتائی — وارفتۂ اسلام کسی طرح نہ مانا
میں نے کہا اس عہد میں بندے ہی خدا ہیں — اس نے کہا بندوں کو ہے پھر بندہ بنانا
میں نے کہا یہ مصلحت وقت نہیں ہے — اس نے کہا مومن کو یہ باتیں نہ سنانا
یہ مصلحتِ وقت بھی ہے وقت کی مانند — اک آن میں آنا اسے اک آن میں جانا
قائم ہے خداوندِ زمینی و زمانی — فانی ہیں زمینی و زمانی و زمانہ
ان جھوٹے خداؤں کی خدائی کو مٹا کر
معبودِ حقیقی کا ہے پھر تخت بچھانا


# Bayan-ul-Qur'an

# (English)

Translation of the meaning of
Al-Qur'an with brief explanation

**By**

## Dr. Israr Ahmad

**(This program was recorded in USA)**

**Now available in a set of 112 Audio CDs**

Price Rs: 4400/=

Maktaba Markazi Anjuman Khuddam-ul-Qur'an
Qur'an Academy, 36-K, Model Town, Lahore
Ph: 5869501-03 Fax: 5834000
www.tanzeem.org e-mail:info@tanzeem.org

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

# یوم اقبال

اقبال جدیدیت کے خلاف نہیں' مغربیت کے خلاف تھے (پروفیسر عبدالجبار شاکر)

علامہ اقبال کو یورپ کی آب وہوا نے صحیح معنوں میں مسلمان کر دیا (پروفیسر رفیع الدین ہاشمی)

علامہ اقبال مجددِ فکر اسلامی ہیں۔ اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید ان کا عظیم کارنامہ ہے (ڈاکٹر اسرار احمد)

اقبال قرآن کا شاعر ہے اور قیامت تک پوری امت کا ترجمان رہے گا (ڈاکٹر محمد اکرم چودھری)

فکرِ اقبال کی اساس قرآن حکیم ہے۔ وہ اسے کتاب زندہ قرار دیتے ہیں (سید محمد اکرم اکرام)

**وسیم احمد**

مرکزی انجمن خدام القرآن نے 25 اپریل 04ء کو قرآن آڈیٹوریم نیو گارڈن ٹاؤن میں صبح 10 بجے علامہ اقبال کے افکار ونظریات پر سنجیدہ اور علمی انداز میں افہام وتفہیم کے لئے ایک جلسہ عام منعقد کیا جس میں مشہور ومعروف ماہرین اقبالیات نے اپنے مقالے پیش کئے اور تقاریر کیں۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز حسب معمول تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ قاری مقبول احمد نے تلاوت کی سعادت حاصل کی۔ قرآن کالج کے طالب علم قاسم ضیاء نے ''رحمت برس رہی ہے محمدؐ کے شہر میں' ہر شے میں تازگی ہے محمدؐ کے شہر میں'' جیسے پاکیزہ اور پُر اثر اشعار پر مشتمل ہدیہ نعت پیش کیا۔

پروگرام کے پہلے مقرر انچارج ''ادارہ معارف اسلامی'' پروفیسر رفیع الدین ہاشمی نے ''فکر اقبال اور مغرب کی استعماری وفکری یلغار'' کے موضوع پر اپنا مقالہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا' اقبال نے دو صاحبِ نظر شخصیات اپنے والد محترم اور اپنے استاد مولوی میر حسن سے تربیت حاصل کی اور تہذیب حاضر کا مطالعہ بڑی گہرائی سے کیا۔ اقبال اپنے مزاج کے اعتبار سے مشرقی تھے اور انہیں یورپ کی آب وہوا نے صحیح معنوں میں مسلمان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم آج بھی فکرِ اقبال کا مطالعہ کریں تو اس سے ہمیں راہنمائی مل سکتی ہے۔

معروف دانشور پروفیسر عبدالجبار شاکر نے ''امت مسلمہ کا موجودہ اضطراب اور اقبال'' کے موضوع پر خطاب فرمایا اور کہا کہ علامہ اقبال جدیدیت کے خلاف نہیں۔ مغربیت کے خلاف تھے۔ وہ بیسویں صدی میں حضرت شاہ ولی اللہ کے بعد دوسرے صاحب علم تھے جنہوں نے ملت اسلامیہ کو بیدار کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے اداروں کی نااہلی نے فکر اقبال کو ''ایکسپورٹ کوالٹی'' نہیں بننے دیا۔ فکر اقبال کے امکانات اب بھی ختم نہیں ہوئے بلکہ جاری وساری ہیں۔ انہوں نے فکر اقبال کی روشنی میں پاکستان کو ماڈل اسلامی ریاست بنانے کے لئے ڈاکٹر اسرار احمد کی کاوشوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

اورینٹل اینڈ اسلامک لرننگ ڈیپارٹمنٹ پنجاب یونیورسٹی کے صدر اور ماہر اقبالیات ڈاکٹر اکرم چودھری نے ''اقبال کے نظریہ علم'' پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا 'اقبال قرآن کا شاعر ہے اور وہ قیامت تک ہماری امت کا ترجمان رہے گا۔ اس نے ہمیں زندہ قوموں کی طرح جینا سکھایا۔ اقبال مظلوم ومقہور قوموں کا قائد ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب سے ہم امریکہ کے اتحادی بنے ہیں' ہمارا قومی تشخص خطرے میں پڑ گیا ہے۔ اب قومی کمیٹیوں میں یہ تبصرے کئے جا رہے ہیں کہ تعلیمی نصاب میں اقبال کو نہ پڑھایا جائے کیونکہ اقبال ''فاشسٹ شاعر'' ہے۔ انہوں نے عربی شعر کا ترجمہ کرتے ہوئے بتایا کہ اقبال قرآن کا شاعر ہے' اگر قرآن کا شاعر نہیں تو شاعروں کا قرآن ہے۔ سابق پرنسپل اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی سید محمد اکرم اکرام نے ''اقبال کا تصور معراج'' کے موضوع پر خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ فکر اقبال کی اساس قرآن ہے۔ اسی لئے وہ اسے کتاب زندہ قرار دیتے ہیں۔ اقبال نبی کریمؐ کے واقعہ معراج سے بہت متاثر تھے۔ اسی لئے انہوں نے اپنی شاعری میں مسلمانوں کو تسخیر کائنات کا پیغام دیا۔

صدر ومؤسس انجمن خدام القرآن وبانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے صدارتی خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا کہ علامہ اقبال مجدد فکر اسلامی ہیں اور اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید ان کا اصل کارنامہ ہے۔ وہ اس دور کے ترجمان القرآن ہیں کیونکہ ان کی فکر کا سرچشمہ قرآن اور حدیث ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اقبال کی شاعری فلسفہ انقلاب کی انتہا ہے۔ اور قرآن کی عظمت کا ادراک جتنا علامہ اقبال کو حاصل تھا موجودہ دور میں کسی کو نہیں اسی لئے میں انہیں ''مفسر قرآن'' کا خطاب دیتا ہوں۔ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے ملت اسلامیہ میں اسلام کا مثبت جذبہ پیدا کر کے ہندوستان کے مسلمانوں کی جداگانہ شخصیت کو اجاگر کیا۔ وہ اپنی زندگی کے آخری دور میں ''جمعیت شبان المسلمین'' کے نام سے بیعت کی بنیاد پر خالص انقلابی جماعت بنا کر دین اسلام کو عملاً قائم کرنے کی خواہش رکھتے تھے جو بوجوہ پوری نہ ہو سکی۔ تنظیم اسلامی کا قیام علامہ اقبال کے ادھورے خواب کے تکمیل کی کوشش ہے۔

صدر انجمن کے صدارتی خطاب کے دوران چیف ایڈیٹر نوائے وقت محترم مجید نظامی صاحب فکرِ اقبال سے عشق کی بناء پر پروگرام میں تشریف لائے اور باوجود اصرار کے سامعین میں تشریف فرما رہے۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے محترم ڈاکٹر صاحب نے مجید نظامی صاحب کی توجہ اس جانب مبذول کروائی کہ آپ حضرات نے مرکزیہ مجلس اقبال کی محافل کو سیاسی جلسوں کا رنگ دے دیا ہے جب کہ ہم نے سنجیدہ انداز میں فکر اقبال کی تفہیم کے لئے اس محفل کا انعقاد کیا ہے۔ تقریباً تین گھنٹے تک جاری رہنے والی اس علمی وفکری تقریب میں سامعین میں سنجیدگی ومتانت کا عنصر نمایاں انداز میں نظر آیا۔ نماز ظہر سے قبل یہ باوقار تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ پرنٹ والیکٹرک میڈیا نے نمایاں انداز میں اس پروگرام کی تشہیر کی۔

# بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا دورۂ ننکانہ صاحب

عبدالمتین مجاہد

الحمدللہ! بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا ننکانہ صاحب کا دوروزہ دورہ انتہائی کامیاب رہا! سب سے پہلے راقم اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور پھر امیر محترم کا اور امیر حلقہ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے بانی محترم کو ننکانہ صاحب جانے کے لئے میری بھرپور رہنمائی و مدد کی اور میں اپنے احباب کے ساتھ یہ پروگرام کرانے میں کامیاب ہوا۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر سے نوازے آمین!

بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ برادر محترم انجینئر محمد علی صاحب کے ساتھ اپنے وقت مقررہ سے پندرہ منٹ پہلے تشریف لائے ان کا بھرپور انداز میں استقبال کیا۔ دوپہر کو نماز ظہر راقم کے گھر پر باجماعت ادا کی' پھر آرام کیا۔ بانی محترم کا قیام راقم کے گھر پر تھا جو ایک قوی شدید خواہش کا نتیجہ تھا۔ اللہ کے فضل و کرم سے وہ بھی پوری ہوگئی۔ شاد باغ کالونی ننکانہ صاحب میں نماز عصر کے بعد الہدیٰ لائبریری کا افتتاح بانی محترم نے اپنے دست مبارک سے فرمایا۔ بعد میں تمام شرکاء میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ وہاں پر تقریباً سو سے زائد شرکاء نے شرکت کی۔ پروفیسرز' سماجی شخصیات' یونین کونسل کے ناظم' کونسلرز' اور مقامی صحافیوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے فرمایا آج کل معاشرے میں دینی کتب کی لائبریریوں کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے اور پڑھا لکھا طبقہ کمپیوٹر' انجینئرنگ اور ڈاکٹری کی تعلیم پر زیادہ توجہ دے رہا ہے دوسرے جو پبلک لائبریری موجود ہیں ان میں فحش لٹریچر اور ناول وغیرہ موجود ہوتے ہیں' جن سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ لائبریریاں زیادہ سے زیادہ تعداد میں قائم کی جائیں۔ لیکن ان میں صاف ستھرا اور پاکیزہ لٹریچر رکھا جائے۔

نماز عشاء کے بعد بانی محترم ریلوے پارک ننکانہ میں ایک عظیم الشان جلسہ عام میں خطاب کے لئے تشریف لائے۔ پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا۔ اس کی سعادت برادر محترم حافظ قاری حمزہ مدنی ضیاء صاحب نے حاصل کی۔ نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت محمد عدنان نے حاصل کی۔ کلام اقبال محترم انجینئر محمد علی صاحب نے پڑھا۔ اس کے بعد بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ختم نبوت کے دو مفہوم' تکمیل رسالت اور اس کے عملی تقاضے کے موضوع پر خصوصی خطاب فرمایا۔ بانی محترم نے فرمایا آج ہم ختم نبوت کا ایک مفہوم تو خوب سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں جبکہ دوسرا پہلو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے۔ اس پر توجہ کی ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ تکمیل ختم نبوت کی جو ذمہ داری ہم مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے' وہ پوری کریں۔ اور اللہ کے دین کو قائم اور نافذ کرنے کے لئے اپنا تن من دھن لگا دیں تا کہ اللہ کا کلمہ سربلند ہو جائے۔ اپنے گھر میں' کاروبار' ملازمت' عدالتوں میں' بینکوں میں غرض ہر جگہ اللہ کا دین نافذ و قائم ہو' تب جا کر ختم نبوت کا حق ادا ہوگا۔

محترم بانی تنظیم نے ڈیڑھ گھنٹہ مسلسل خطاب فرمایا۔ اس پروگرام کے مہمان خصوصی تحصیل ناظم ننکانہ صاحب جناب پیر ممتاز احمد شاہ صاحب تھے۔ انہوں نے بڑے پُرجوش انداز میں صدقِ دل سے بانی محترم کی آمد پر شکریہ ادا کیا اور اپنے لئے اور اہل ننکانہ کے لئے ایک اعزاز قرار دیا۔ اور کہا یہ ہمارے لئے بڑی سعادت اور خوش بختی کی بات ہے کہ ہمارے درمیان آج معروف دینی سکالر یہاں تشریف لائے اور ہمیں اپنے علم و فضل سے اور ہماری ذمہ داریوں سے ہمیں آگاہ کیا۔ پھر انہوں نے بانی محترم کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے شیلڈ پیش کی اور آخر میں برادر محترم حمزہ مدنی ضیاء صاحب نے دعا پر جلسہ عام کا اختتام کیا۔ اس جلسے میں خواتین و حضرات کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھی۔

جلسہ گاہ کو خوب صورت تنظیم اسلامی کے پرچموں' بینرز اور روشنیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ جلسہ میں شرکت کے لئے مانانوالہ سے خصوصی طور پر احباب آئے تھے۔ اس سلسلے میں صوفی رانا خادم حسین پیش پیش تھے۔

19 اپریل کے پروگرام کا شیڈول کافی سخت تھا اور دوسری طرف بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے تمام پروگراموں میں بانی محترم وقت پر تشریف لائے اور بھرپور خطابات فرمائے۔

9 بجے صبح گورنمنٹ گرونانک ہائی سکول میں خطاب تھا۔ جب بانی محترم وہاں پہنچے تو چوہدری خوشی محمد شاکر ہیڈ ماسٹر اور دیگر اساتذہ نے بھرپور استقبال کیا۔ آپ نے ''اقبال' قرآن اور امت مسلمہ کی ذمہ داری'' کے موضوع پر خصوصی خطاب فرمایا۔ جب بانی محترم خطاب کے لئے ہال میں گئے تو وہاں طلباء اور اساتذہ نے احتراماً کھڑے ہو کر استقبال کیا اور پھول نچھاور کئے۔ آپ نے فرمایا آج یوم اقبال کی مناسبت سے مجھے کچھ کہنا ہے۔ اقبال مبشر پاکستان' مصور پاکستان تو ہیں ہی' اقبال مفسر قرآن بھی تھے۔ آپ نے کہا امت مسلمہ آج ذلیل اور رسوا کیوں ہے اس لئے کہ ہم نے قرآن کو چھوڑ دیا۔

12 بجے دوپہر بار ایسوسی ایشن ننکانہ صاحب میں بانی محترم وقت مقرر پر تشریف لے گئے۔ وہاں پر جناب رانا علی اصغر صاحب' صدر بار ایسوسی ایشن ننکانہ صاحب جناب چوہدری برکت علی غیور ایڈووکیٹ صاحب' جناب امین بھٹی ایڈووکیٹ ناظم یونین کونسل سٹی II نے استقبال کیا۔ پورا ہال تمام وکلاء سے بھر چکا تھا۔ یہاں بانی تنظیم نے ''امت مسلمہ کی زبوں حالی'' پر ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا آج حکومت کی سطح پر اجتماعی توجہ اور انفرادی سطح پر بھی توبہ کریں' اپنے کاروبار' معاش' معاشرت میں حرام کو ختم کر کے اللہ سے توبہ کر لیں ورنہ میرے نزدیک ملک پاکستان کی الٹی گنتی شروع ہو چکی ہے۔ بچاؤ کا ایک ہی راستہ ہے۔ اللہ سے کیا ہوا عہد پورا کریں تو پھر اللہ کی رحمت نازل ہوگی۔ ورنہ آج ذلت' مسکنت ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ آؤ توبہ کریں' شاید ابھی وقت ہے۔ اس کے بعد وقت ختم ہو جائے گا۔ ہم اللہ کی سزا کے مستحق ہوں گے' یہی ایک راستہ ہے اور دوسرا نہیں' توبہ اجتماعی اور انفرادی سطح پر دونوں سطح پر ہوں تب ممکن ہے کہ بچاؤ ہو جائے۔

آخر میں سات کتابچوں پر مشتمل ایک ایک سیٹ وکلاء کو پیش کیا گیا۔ ان کتابچوں میں جہاد فی سبیل اللہ' راہ

نجات' فرائض دینی کا جامع تصور' مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق' ایک اصلاحی تحریک خطبہ نکاح کے ضمن میں' تنظیم اسلامی کی دعوت' تنظیم اسلامی ایک نظر میں شامل تھے۔

آخری پروگرام 5 بجے ''مارکیٹ کمیٹی'' میں بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے اعزاز میں عصرانے کا اہتمام تھا۔ محترم ڈاکٹر عبدالحی صاحب کی طرف سے خصوصی طور پر اس کا انتظام کیا تھا۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت امیر حمزہ صاحب نے کی۔ اس کے بعد مقامی صحافیوں اور دیگر احباب کے ساتھ سوال و جواب کی نشست کا بھی اہتمام تھا۔ اس تقریب میں بھی لٹریچر کا فری سیٹ تقسیم کیا گیا۔ اور ماہنامہ میثاق اور کتاب ''سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی' حال اور مستقبل'' کا خصوصی طور پر سٹال لگایا گیا تھا۔

## پروگرام کو کامیاب کرنے کے لئے ذرائع کا استعمال

☆ ہینڈ بل: وسیع تعداد میں چھپوایا گیا۔ اس پر تمام پروگراموں کی مکمل تفصیلات موجود تھیں۔

یہ ہینڈ بل اخبارات' مساجد' گھروں' اور دیہاتوں میں بھی تقسیم کروایا۔

☆ دیواری اشتہارات: بھی چھپوائے گئے۔ جس میں جلسہ عام کا مکمل پروگرام تھا۔

جو چوراہوں پر' مین بازار' پبلک مقامات' مین روڈ' مساجد کے باہر' ڈاکٹرز کی دکانوں کے باہر اور دیگر اہم جگہ پر لگائے گئے۔

☆ دعوت نامے: بھی چھپوا کر خطباء ائمہ کرام' پروفیسرز' اساتذہ' ڈاکٹرز' تاجر برادری' وکلاء' مقامی صحافیوں' مقامی ذمہ داران تنظیم' اہم معروف سماجی شخصیات و دینی شخصیات۔

قومی اسمبلی و صوبائی اسمبلی کے ارکان' تحصیل ناظم' یونین ناظمین' نائب ناظمین' مقامی صحافیوں' ڈاکٹرز' اہم شخصیات' مقامی تنظیم کے ذمہ داروں' پرنسپل' ہیڈ ماسٹرز' تاجر برادری سے چند اہم لوگ' اور وکلاء سے چند معروف وکلاء۔

☆ بینرز: شہر کی اہم جگہوں پر لگائے گئے۔ اس کے علاوہ مختلف دکانداروں اور احباب نے بانی محترم کو ''خوش آمدید'' کہنے کے بینرز لگائے۔

☆ کیبل: ننکانہ صاحب کی دونوں کیبلز کو ایک ہفتہ VCDs چلانے کے لئے دی گئی۔ جس میں تمام پروگرام کی مکمل معلومات اور فون اور رابطہ نمبر موجود تھے۔ اس کے علاوہ قصبہ بچیکی میں بھی کیبل پر پروگرام کی تشہیر کا اشتہار ایک ہفتہ چلایا گیا۔

☆ وال چاکنگ: 26 دیواروں پر اہم مقامات پر جلسہ عام کی تشہیر کی گئی۔

☆ منادی: تمام شہر میں دو دن ہفتہ اور اتوار موٹر سائیکل رکشہ پر سپیکر لگا کر تمام پروگرام کی منادی کروائی گئی' خصوصاً جلسہ عام کے پروگرام۔

☆ پریس ریلیز: 5 اپریل کو ایک پریس ریلیز جاری کیا جو اخبارات پاکستان' خبریں' اسلام اور ایکسپریس میں شائع ہوا۔ مکمل دورہ کی تفصیل کے ساتھ پھر دوبارہ 15 اپریل کو دوسرا پریس ریلیز جاری کیا گیا۔ جو 16 اپریل کو جنگ' پاکستان میں شائع ہوا۔

☆ آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ: تمام پروگرام کی ویڈیو ریکارڈنگ اور جلسہ عام کی آڈیو اور ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی۔

☆ فوٹوگرافی: باقاعدہ طور پر ایک فوٹوگرافر کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی کہ تمام پروگرام کی تصویر کشی کرے۔

☆ کتب کے فری سیٹ کی تقسیم: ایک ہمارے بہت ہی اچھے ساتھی کی طرف سے 500 کی تعداد میں بانی محترم کے مندرجہ ذیل کتابچوں کے سیٹ کو وہاں پر فری تقسیم کیا گیا۔

i۔ فرائض دینی کا جامع تصور (خاص ایڈیشن) ii۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق iii۔ جہاد فی سبیل اللہ iv۔ راہ نجات یا نجات کی راہ v۔ خطبۂ نکاح کے ضمن میں ایک اصلاحی تحریک۔ تنظیم اسلامی کی طرف خصوصی طور پر دو مزید پمفلٹ بھی شامل تھے۔ vi۔ تنظیم اسلامی ایک نظر میں vii۔ تنظیم اسلامی کی دعوت' یہ سیٹ وکلاء' اساتذہ' عصرانہ میں شرکاء میں فری تقسیم کیے گئے۔

☆ سٹال کتب اور سی ڈیز: جلسہ عام کے موقع پر ایک خوب صورت سٹال کا بندوبست بھی کیا گیا تھا جس میں بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تمام کتب اور آڈیو ویڈیو سی ڈیز کا سٹال تھا۔ اس کے علاوہ انجمن خدام القرآن کی دیگر کتب بھی مکمل طور پر موجود تھیں۔

بار ایسوسی ایشن کے خطاب کے موقع پر بھی بانی محترم کی کتاب ''امت مسلمہ کا ماضی' حال' مستقبل'' اور ''میثاق کا خصوصی'' سٹال بھی لگایا گیا تھا۔

## لاہور سے رفقاء کی خصوصی شرکت:

انجینئر شاہد اقبال صاحب' شاہد لطیف خان صاحب' محمد طاہر صاحب' حافظ محسن محمود صاحب' عمیر افضل صاحب' ثناء اللہ صاحب' حافظ عابد ندیم صاحب' حافظ محمد زبیر صاحب۔

ان ساتھیوں نے بہت تعاون کیا' جلسہ گاہ میں سٹال کی ذمہ داری' جلسہ عام میں پرچم لگائے' دیگر انتظامات کروائے۔

راقم ان سب کا بے حد احسان مند ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

☆ خصوصی تعاون: میرے ساتھ میرے ان دوست و احباب کا خصوصی تعاون ہر حال میں رہا۔ ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں اتنا ہی کم ہے۔ آپ ذرا غور کریں صرف ایک رفیق تنظیم وہ بھی 78 سال کے بوڑھے اور ایک دوسرا ان کا بیٹا' کیا یہ سب کچھ اللہ کی مدد و توفیق و نصرت کے بغیر کر سکتے تھے۔ بالکل نہیں بلکہ یہ خاص فضل و کرم اللہ تعالیٰ اور خصوصی مددان دوست و احباب کی ہے جنہوں نے ہر حال میں میرا ساتھ دیا۔ میرے ساتھ چلے' مشورے دیئے' جب بلایا وہ حاضر ہوئے۔ محترم جناب ڈاکٹر عبدالحی صاحب' محترم جناب عبدالحمید رحمانی صاحب' پروفیسر سید شبیر حسین زاہد صاحب' ماسٹر محمد الیاس صاحب' ڈاکٹر محمد ریاض صاحب' جناب چوہدری مسعود احمد صاحب' چوہدری نصیر اقبال صاحب' محمد اظہر قیوم صاحب' محمد ندیم صاحب' محمد جمیل چیمہ صاحب' خالد حمید ملک صاحب' ملک محمد جمیل صاحب' عبدالرحمٰن مانی صاحب' شاہد چیمہ صاحب' شاہد ملک صاحب' محمد اشرف ساقی صاحب' ملک محمود صاحب' محمد عرفان صاحب' محمد رضوان صاحب' سعید الرحمٰن صاحب' محمد ندیم رانا' محمد عدنان صاحب' محمد صدیق صاحب' ماسٹر عبدالشکور صاحب' ماسٹر محمد اسلم شیخ صاحب' محمد سلیم باری صاحب' طارق عثمان صاحب اور دیگر دوست و احباب کا بھی بے حد مشکور ہوں۔

☆ خصوصی شکریے کے مستحق: پیر ممتاز احمد شاہ صاحب' ڈاکٹر عبدالحی صاحب' رانا علی اصغر صاحب' چوہدری حاجی عبدالحمید رحمانی صاحب' چوہدری خوشی محمد شاکر صاحب' حاجی رحیم الدین شاہد صاحب' محمد امین بھٹی صاحب۔

دعا: اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ اس سارے کام کو قبول فرمائے اور ہمارے نجات اخروی کا ذریعہ بنائے اور اس سے آئندہ دین کی جدوجہد کرنے میں آسانی فرمائے اور دین پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

اس طرح اللہ کے خصوصی فضل و کرم سے بانی محترم کی علالت کے باوجود دو روزہ دورہ اپنے پورے جوش و خروش کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ دوستوں' احباب اور کارکنوں نے بانی محترم کو پُر جوش طریقے سے الوداع کیا راقم اور امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب حاجی عبدالحمید رحمانی صاحب نے بانی محترم کو ننکانہ صاحب بائی پاس تک آ کر الوداع کہا۔ اس یادگار دورے پر جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کیا جائے' کم ہے۔

### سیرت اولیاء

حضرت ابو معاویہ اسودؒ سنگ تراشی کر کے روٹی کھاتے تھے پھر جب عمر رسیدہ ہو گئے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ بوڑھے اور اس کام کے ناقابل ہو گئے ہیں۔ فرمایا: بخدا سنگ تراشی کر کے روٹی کھانا لوگوں سے سوال کرنے کی نسبت بہت اچھا اور آسان ہے

# خاندان اور گھریلو زندگی کا انتشار

## اسباب پر ایک نظر

عبدالکریم عابد

ہم اس بات کا بہت چرچا کرتے ہیں کہ مغرب میں خاندانی نظام زوال کا انتشار ہے لیکن ہم یہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اپنے ملک میں خاندان کا شیرازہ بکھر رہا ہے۔ مشترکہ خاندانی نظام تو اب ممکن ہی نہیں رہا ہے' اور آج کے حالات میں یہ نظام نہیں چل سکتا تو کوئی ضروری نہیں کہ اسے ضرور چلایا جائے' لیکن بھائیوں کے درمیان' بھائی بہنوں کے درمیان' اولاد اور والدین کے درمیان' باہم رشتہ داروں کے درمیان جو دلی تعلق اور یگانگت ومحبت ہونی چاہئے' وہ بھی مفقود ہوتی جارہی ہے۔ ایک گھر کے افراد میں کشمکش رہتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ ہم مسلمان ہیں' لیکن ہم پر مغربی نظریۂ حیات غالب آ گیا ہے' جس میں فرد صرف اپنی ذات کے متعلق سوچتا ہے' مغرب کی مادہ پرستی نے فرد کو ذات پرستی کی تعلیم دی ہے' ہر آدمی اپنی ذات کی دنیا میں کھویا ہوا ہے اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا چاہتا ہے' جبکہ اسلامی نظریۂ حیات یہ ہے کہ آپ دوسروں کے مفاد کے لئے ایثار کریں' جو اپنے لئے چاہتے ہیں وہی اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کریں' اس دنیا میں خود اپنا حصہ کم سے کم لینے اور دوسروں کو زیادہ سے زیادہ دینے کی فکر کریں' جہاں اپنے گھر کی فکر کریں۔ وہاں اڑوس پڑوس کا بھی خیال رکھیں کہ کس کو کسی چیز کی ضرورت ہے' صرف پیسے کی ہی نہیں وقت کی قربانی بھی دوسروں کے لئے دیں۔ مریضوں کی عیادت کریں' جو مصیبت زدہ لوگ ہیں انہیں چند ٹکے دینے سے زیادہ اس بات کی اہمیت ہے کہ آپ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی دلجوئی کریں' ان کی حوصلہ افزائی کریں' کسی کی مدد یا رہنمائی کر سکتے ہیں تو وہ ضرور کریں۔

اس طرح کے افراد کا معاشرہ جو اسلام چاہتا ہے' اس وقت پیدا ہوتا ہے جب آپ کا ذہن خودغرضانہ نہ ہو اور آپ اپنے متعلق کم اور دوسروں کی بھلائی کے لئے زیادہ سوچیں اور ہر آدمی کو یقین ہو کہ وہ ایک ایسے معاشرے میں رہ رہا ہے' جہاں وہ بے یارومددگار نہیں ہے بلکہ ہر طرف اس کے ہمدرد موجود ہیں۔ اس سے ایک ایسی اجتماعی نفسیات پیدا ہوگی' جو افراد کو احساسِ محرومی کا شکار نہیں ہونے دے گی۔ وہ غربت' بیماری اور مسائل ومصائب کا حوصلے سے مقابلہ کر سکیں گے۔ لیکن جہاں یہ صورتحال نہ ہو' نفسانفسی کی کیفیت ہو اور انسان اپنے آپ کو ہجوم میں بھی تنہا محسوس کرے' وہاں وہ ایک اندرونی بے چینی اور اضطراب کا شکار رہتا ہے' انسانوں کے درمیان تعلق باہمی پیدا کرنے کے لئے ہی یہ حکم ہے کہ سلام میں پہل کی جائے اور امیر غریب کو' سوار پیدل کو پہلے سلام کرے اور سلام کیا ہے' اس میں ایک دوسرے کے لئے خدا سے رحمت اور برکت طلب کی جاتی ہے' سلام کے ساتھ مصافحہ بھی لوگوں کو ایک دوسرے سے وابستہ کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

ہمارے گھر آج کل باہمی چپقلش کا شکار ہیں' دلوں میں ایک دوسرے کے متعلق بدگمانی رہتی ہے' منہ سے چاہے کوئی کچھ نہ بولے' لیکن اندر سے سب شاکی رہتے ہیں' ہر ایک کو یہ احساس ہے کہ وہ نقصان میں ہے اور دوسرے فائدے میں ہیں' یا اسے اپنے حق سے کم مل رہا ہے یا دوسروں سے زیادہ کام کرنا پڑ رہا ہے۔

اس صورتحال کی دو بنیادی وجوہات ہیں' ایک یہ کہ ہم صرف اپنے لئے چاہتے ہیں' ہم خودغرضی کا شکار ہیں' فقط اپنی ذات کو دیکھتے ہیں' لیکن ہم میں دوسروں کے لئے ایثار ہو' ہم دوسروں کے جذبات واحساسات کا بھی خیال رکھیں' تو یہ صورتحال پیدا نہیں ہو سکتی۔ ذات پرستی سے خودپسندی بھی پیدا ہوتی ہے' ہم اپنے آپ کو اچھا اور دوسروں کو کمتر سمجھنے لگتے ہیں' یہ رویہ ناچاقی پیدا کرتا ہے' اس ذات پرستی کی وجہ سے دوسرے کی واقعی برتری کو بھی دل سے مانا جاتا اور انسان بر نفس کا شکار رہتا ہے۔ ان سب چیزوں کے ساتھ گھروں میں حسد کی بھی آگ رہتی ہے۔ حسد کے بارے میں مثنوی مولانا روم میں مولانا کہتے ہیں کہ حسد میں شیطان کو غلو ہے' اس کے لئے وہ حسد کی وجہ سے آدم کے سامنے اپنی ذلت محسوس کرتا ہے اور حسد کے سبب نیک بختوں سے جنگ کرتا ہے۔ وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جس کے ساتھ حسد نہیں ہے۔ یہ جسم حسد کا گھر ہے اسے سمجھ لے۔ حسد میں پورا خاندان مبتلا ہو جاتا ہے' حسد سے گھرانے تباہ ہوتے ہیں' حسد کی وجہ سے شاہی باز یعنی دل کوا بن جاتا ہے۔ اس جسم نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے پاکی پالی ہے۔ جب تو کسی صاف دل کے ساتھ حسد اور مکر کرے گا تو اس حسد سے تیرے دل میں سیاہیاں پیدا ہوں گی۔

حدیث نبوی ہے کہ حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ' اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے' جس طرح آگ لکڑی کو۔ اور یہ بھی حدیث ہے کہ اگلی امتوں کی بیماری تمہاری طرف بھی آ گئی ہے' وہ بیماری حسد وبغض ہے' جو مونڈنے والی ہے۔ بالوں کو نہیں دین کو۔ حضرت سلیمان کا قول ہے کہ قناعت بدن کو تازگی بخشتی ہے اور حسد بدن کو گلا دیتا ہے۔ امام حسنؓ نے فرمایا: حسد آگ ہے جو انسان کو جلاتی ہے اور دوسرے کی عداوت پر ابھارتی ہے۔ امام جعفر صادق کہتے ہیں کہ حاسد کو راحت نہیں ہوتی۔ امام غزالی کہتے ہیں کہ حاسد دشمن پر پتھر پھینکتا ہے مگر وہ واپس اس کو لگتا ہے اور حسد خیانت قلب کو ظاہر کرتا ہے۔ علماء کے بارے میں امام مالکؒ نے کہا ہے کہ میں عالموں کی شہادت عوام کی نسبت قبول کر سکتا ہوں لیکن ایک عالم کی شہادت دوسرے عالم کے بارے میں قبول نہیں' کیونکہ علماء عموماً حاسد ہوتے ہیں اور ایک حکیم کا قول ہے کہ حسد اپنے آپ سے زیادہ محبت کی پیداوار ہے۔

ایک اور چیز جو ہمارے گھرانوں کی خصوصیت رہی ہے اور اب وہ ناپید ہوتی جارہی ہے' وہ دوسروں کا ادب اور احترام ہے۔ یہ کہا جاتا تھا اور صحیح کہا جاتا تھا کہ "بادب بانصیب اور بےادب بےنصیب" اس وقت گھروں میں کیا بچے کیا بڑے...... کسی میں اپنے سے بڑوں کا حقیقی ادب اور احترام نہیں' نہ والدین کا نہ اساتذہ کا۔ نئی نسل بے ادب اور بدتمیز بنتی جارہی ہے اور اس کا آغاز گھروں کے اندر ہی سے ہوتا ہے کہ بچوں کو دوسروں کی تعظیم اور ادب سکھانے پر توجہ نہیں ہوتی۔ ہمارے معاشرے میں لوگوں میں تحمل اور برداشت کا مادہ بھی کم سے کم ہوتا جارہا ہے اور یہی صورتحال گھرانوں کی بھی ہے۔ اس کی وجہ سے بات چیت پر لوگوں کو غصہ آتا ہے اور گھروں میں کوئی دوسرے کا اعتراض یا اختلاف برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں اور کسی کا نصیحت کرنا بھی برا لگتا ہے۔ یہ سب اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے نفس پر وہ قابو نہیں رکھتے' جو رکھنا چاہئے اور نفسانیت کا غلبہ ہو تو نہ خاندان کی یکجہتی قائم رہ سکتی ہے نہ گھرانوں میں امن وسکون ہو سکتا ہے۔

(شکریہ ماہنامہ بیداری)

# شہر بہ شہر، قصبہ بہ قصبہ "تنظیم اسلامی" کی سرگرمیاں اور اطلاعات

## سہ روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

مورخہ 26 تا 28 مارچ' ڈھوک میجر پنج گراں' روات ضلع راولپنڈی میں سہ روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام منعقد ہوا۔ جو کہ تنظیم اسلامی کے مرکزی شعبہ دعوت و تربیت کے طے شدہ پروگرام کے تحت حلقہ شمالی پنجاب (مرکز راولپنڈی) کے زیر اہتمام منعقد کیا گیا۔ یہ حلقہ شمالی پنجاب کے عبدالغفور صاحب کی سعی و جدوجہد کا نتیجہ تھا۔ جنہوں نے رفیق تنظیم (روات کے منفرد) رفیق جناب ملک قمر نواز صاحب کے ساتھ مل کر ترتیب دیا۔ ملک قمر نواز صاحب جو کہ ڈھوک میجر میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے مہتمم' مدرس اور خطیب بھی ہیں۔ عبدالغفور صاحب کے ہمراہ کلر سیداں روڈ پر واقع مختلف مواضع میں کئی بار کے ذاتی رابطوں کے ذریعہ اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ حلقہ شمالی پنجاب کے رفقاء کو پروگرام میں شرکت کی بروقت پیشگی اطلاع کی گئی۔

جمعۃ المبارک 26 مارچ کو علی الصبح رفقاء مدرسہ تعلیم الاسلام ڈھوک میجر میں پہنچ گئے۔ لاہور مرکز سے جناب رحمت اللہ بٹر صاحب ناظم دعوت اور ان کے معاون جناب اشرف وصی صاحب دو نوجوان رفقاء جناب کاشف صاحب اور یاسر حمید صاحب کے ہمراہ 25 مارچ کی رات کو مرکز حلقہ شمالی پنجاب راولپنڈی میں تشریف لا چکے تھے۔ اس پروگرام میں اسلام آباد' راولپنڈی' گجر خان' اٹک' واہ کینٹ' بیروٹ' ہری پور کے علاقوں سے 49 رفقاء نے شرکت کی۔ جبکہ 5 بیرونی احباب اور 5 مقامی احباب بھی شامل ہوئے۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق پہلی نشست کا آغاز ٹھیک 9 بجے ہوا۔ جناب اشرف وصی صاحب نے اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے آغاز کیا۔ یاد رہے کہ وصی اشرف صاحب رفقاء کی تربیت کے لئے لاہور مرکز سے تشریف لائے تھے۔ وقت کی پابندی کے لئے تنظیم اسلامی کے مرکزی قائدین ایک مثالی حیثیت رکھتے ہیں۔ جناب اشرف وصی صاحب نے ایک مذاکرہ کی شکل میں فرائض دینی کے جامع تصور کو خوب اجاگر کیا اور شرکاء کے قلوب و اذہان میں منتقل کیا۔ جناب اشرف وصی صاحب کا مذاکرہ کے لئے اپنا ہی ایک منفرد انداز ہے۔ پہلی نشست کا یہ پروگرام مسلسل 3 گھنٹہ تک جاری رہا۔ درمیان میں چائے کے لئے ایک مختصر وقفہ کیا گیا۔ پروگرام میں رفقاء کا انہماک' اور دلچسپی کا منظر پہلی مرتبہ دیکھنے میں آیا۔ 12 بجے نماز جمعہ کی تیاری کے لئے نشست کو برخاست کر دیا گیا۔

جناب عبدالغفور صاحب نے پھر علاقہ بھر کی 5 مختلف مساجد میں خطبات جمعہ کا پہلے سے اہتمام کیا ہوا تھا۔ جن میں فرائض دینی کا جامع تصور ہی مرکزی موضوع اور نقطہ مرکز تھا لہٰذا اسی کو مزید اجاگر کرنے کے لئے کلر سیداں روڈ پر واقع تقریباً 15 سے 20 کلومیٹر کے وسیع علاقہ میں پروگرام رکھا گیا۔ پہلے سے پروگرام کے تعارف کے لئے تقسیم ہینڈ بلز اور ذاتی رابطے کئے جا چکے تھے جو کہ بہت موثر ثابت ہوئے۔ یہ سب عبدالغفور صاحب اور ملک قمر نواز صاحب کی ذاتی کاوشوں کا نتیجہ تھا۔ ان مساجد میں خطبہ جمعہ کے دوران کافی دلچسپی دیکھنے میں آئی۔ خطبات جمعہ کے اختتام پر رفقاء نے ہینڈ بلز تقسیم کئے۔ خطبہ جمعہ کے پروگراموں کی تفصیل کچھ یوں ہے:

| | |
|---|---|
| 1۔ جامع مسجد شیخاں' ساگری | جناب رحمت اللہ بٹر صاحب (لاہور) |
| 2۔ مدرسہ تعلیم الاسلام ڈھوک میجر | جناب اشرف وصی صاحب (لاہور) |
| 3۔ مسجد جامع المصدئی روات | جناب کاشف صاحب' نوعمر رفیق (لاہور) |
| 4۔ محمدی مسجد شاہ باغ | جناب ملک قمر نواز صاحب (روات) |
| 5۔ جامع مسجد بشندوٹ | جناب نیاز احمد عباسی صاحب (بیروٹ) |

نماز جمعہ میں نمازیوں کی تعداد ذاتی رابطوں کی بدولت اچھی خاصی رہی۔ تنظیمی رفقاء کو بھی عبدالغفور صاحب نے بڑے احسن انداز میں پانچوں مقامات پر تقسیم کر دیا تھا اور ان کو لانے اور پہنچانے کا نہایت منظم انتظام کیا گیا تھا' وقت کی پابندی بھی دیکھنے میں آئی' واپس آ کر رفقاء نے کھانا تناول فرمایا۔ اس روز جملہ رفقاء و احباب نے نماز عصر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ہی ادا کی۔ نماز عصر کے بعد رحمت اللہ بٹر صاحب نے درس حدیث دیا جو نہایت ایمان افروز تھا۔

مورخہ 27 مارچ کو صبح ناشتہ کے بعد پھر پروگرام کا آغاز جناب وصی صاحب کے مذاکرہ سے ہوا جو دن 12 بجے تک جاری رہا۔ اس پروگرام میں فرائض دینی کا جامع تصور مزید اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی اور ساتھ ہی منہج انقلاب نبویؐ پر بھی سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ نماز ظہر کے بعد کھانے اور استراحت کا وقت دیا گیا۔ شام 4 بجے چائے کے بعد عبدالغفور صاحب نے رفقاء کو ساگری' بشندوٹ اور ڈھوک میجر کے لئے تقسیم کیا۔ ان رفقاء نے علاقہ بھر میں ذاتی رابطوں کے ذریعہ ہینڈ بلز اور دعوتی لٹریچر تقسیم کئے اور وقت سے پہلے آ کر امیر حلقہ شمالی پنجاب جناب خالد محمود عباسی صاحب کے دروس قرآن کی فرداً فرداً دعوت دی۔ خالد محمود عباسی کے دروس کی تفصیل یوں ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| 1۔ جامع مسجد بشندوٹ | بعد نماز عصر | |
| 2۔ جامع دار العرفان' ساگری | بعد نماز مغرب | حالات حاضرہ اور کرنے کا اصل کام قرآن اور احادیث کی روشنی میں |
| 3۔ مدرسہ دار العرفان' ڈھوک میجر | بعد نماز عشاء | |

4۔ اسی روز بعد نماز مغرب جناب فاروق صاحب (گجر خان) کا درس قرآن جامع المصدئی روات میں ہوا۔ ان تمام پروگراموں میں سامعین کا جوش و خروش سے آنا ان کی خصوصی دلچسپی کی علامت ہے۔ ایک درس مسجد ستارہ والی ساگری میں بعد نماز مغرب ہوا جس میں حاضری 60 سے 70 تک تھی۔

مورخہ 28 مارچ کو جناب اشرف وصی صاحب کا مذاکرہ حسب معمول شروع ہوا۔ اس روز کچھ نئے رفقاء راولپنڈی سے تشریف لائے تھے۔ ان کو بھی شریک مذاکرہ کیا گیا۔ اور پرانے رفقاء کی یاد دہانی اور ذہن نشینی کو مدنظر رکھتے ہوئے پچھلے دو روز کے پروگراموں کا جامعیت کے ساتھ اعادہ کیا گیا۔ 10 بجے عبدالغفور صاحب 10 سے 12 رفقاء کو اپنے ہمراہ منکیالہ ریلوے کراسنگ کے قریب بزم افکار کے دفتر میں جس کی سربراہی جنرل (ر) قمر علی مرزا صاحب کے پاس ہے لے کر گئے جہاں کچھ احباب پہلے سے منتظر تھے۔ رفقاء سے ملاقات و تعارف کے بعد ساڑھے دس بجے جناب احمد سعید اعوان رفیق تنظیم راولپنڈی درس قرآن کا آغاز کیا۔ جو تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا اس میں انہوں نے نہایت فصیح اور مدلل انداز میں فرائض دینی کو اجاگر کیا۔ اس درس کا پیشگی اہتمام ملک قمر نواز صاحب نے علاقہ میں ذاتی اثر و رسوخ کی بنیاد پر کیا تھا۔

اس پروگرام کے بعد سب رفقاء نے واپس آ کر جناب اشرف وصی صاحب کے پروگرام میں شرکت کی۔ یہ سہ روزہ پروگرام جس کے ناظم عمومی عبدالغفور صاحب تھے۔ مذاکرہ کے اختتام پر رفقاء کا تعارف کرایا گیا۔ اور احباب و رفقاء سے ان کی آراء اور مشورے طلب کئے گئے جن میں بعض کے فوری جوابات جناب اشرف وصی صاحب نے دے دیئے اور بعض کو نظم تک پہنچانے کا وعدہ کر لیا۔

اختتامی دعا کے بعد رفقاء نے دوپہر کا کھانا ظہر کے بعد تناول فرمایا اور سب ایک ایک کر کے رخصت ہوئے۔

نوٹ: 1۔ اس پروگرام میں 2 ہزار ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے اور وافر تعداد میں فرائض دینی کا جامع تصور' امر بالمعروف و نہی عن المنکر' تنظیم اسلامی ایک نظر میں' تنظیم اسلامی کیوں اور سچا اتحی کے لٹریچر روات' ڈھوک میجر نئی آبادی' پنج گراں' اوجر ہالہ' ابن چک' لودھرہ' دودھار مرزا' مانکیالہ بازار' شاہ باغ' ساگری' بشندوٹ' کلر سیداں' چوک پنڈوراں میں تقسیم کئے۔ (رپورٹ: طارق نعیم)

## شعبہ دعوت تنظیم اسلامی پنڈی کیمپ کی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی پنڈی کیمپ میں مورخہ 19-03-04 کو ناظم شعبہ دعوت کا اور نائب ناظم شعبہ دعوت کا تقرر عمل میں آیا۔ ناظم شعبہ دعوت کی ذمہ داری حاجی عبدالعزیز صاحب کو جبکہ نائب ناظم شعبہ دعوت کی ذمہ داری منیر احمد صاحب کو سونپی گئی۔ شعبہ دعوت نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب

کے خطاب جمعہ مورخہ 27-02-04 کی 250 کاپیاں کرا کے مختلف مساجد کے جمعہ کے اجتماعات میں تقسیم کرائیں۔ اس کے لئے پنڈی گھیپ کی 9 مساجد کا انتخاب کیا گیا۔ ہر مسجد کے لئے 25،25 کاپیاں مختص کی گئیں اور ہر مسجد میں ایک ایک رفیق کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ جبکہ موضع کھوڑ تحصیل پنڈی گھیپ میں جامع مسجد فاروق اعظم میں 45 کاپیاں تقسیم کی گئیں۔

اس کے علاوہ مورخہ 31 مارچ 2004ء کو مسجد مصلیاں والی میں ایک درس کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں قاضی محمد عارف صاحب نے سورۃ الحجرات کا مفصل درس دیا۔ اس پروگرام میں تقریباً 9 رفقاء اور 12 احباب نے شرکت کی۔ (رپورٹ: منیر صاحب)

## اسرہ حیاتی کی ماہانہ دعوتی سرگرمیاں

جیسا کہ راہ حق کا قافلہ ملک کے ہر گوشے میں رواں دواں ہے۔ اسی طرح اسرہ حیاتی کے رفقاء نے بھی حق کی آواز دینے کا فریضہ سرانجام دیا۔ راہ حق کے جیالوں نے گرمیوں کے شروع ہوتے ہی جامع مسجد حیاتی بنڈ میں گھنے سایہ دار درختوں اور برف جیسے ٹھنڈے پانی کے چشموں کے نزدیک تفہیم دین کورس کا آغاز 26 مارچ بروز جمعہ کیا۔

پہلا پروگرام: شیر محمد حنیف صاحب نے دین و مذہب کا فرق واضح کیا۔ شیر محمد حنیف نے دنیا کے موجودہ حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے سیکولرازم کے خطرناک نتائج سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ یہ پروگرام نماز جمعہ کے فوراً بعد شروع ہو کر ایک گھنٹہ جاری رہا۔ اسرہ کے رفقاء کے ساتھ تقریباً پینتالیس احباب نے اس پروگرام میں شرکت کی۔

دوسرا پروگرام: یہ پروگرام اگلے جمعۃ المبارک مذکورہ مسجد میں نماز جمعہ کے فوراً بعد شروع ہوا۔ شیر محمد حنیف صاحب نے ''منہج انقلاب نبوی'' کے موضوع پر تفصیلی بحث کی۔ لوگوں کو سمجھانے کے لئے تختہ سیاہ کا استعمال کیا اور سیرت کے حوالے سے حاضرین پر واضح کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ کام چھ مراحل میں پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

تیسرا پروگرام: یہ پروگرام بھی اسی مسجد میں 16 اپریل کو بروز جمعہ نماز جمعہ کے فوراً بعد شروع ہوا۔ لوگ گزشتہ پروگراموں کی افادیت کے پیش نظر شدت کے ساتھ انتظار کر رہے تھے شیر محمد حنیف صاحب نے خطبہ دیتے ہوئے ''اقامت دین'' کے موضوع پر تفصیلی خطاب کیا۔ مقرر موصوف نے اس دفعہ بھی تختہ سیاہ کا استعمال کیا لوگوں کے زندگی کے مختلف گوشوں پر اقامت دین کے زریں اثرات واضح کئے اور لوگوں کو بتایا کہ جب خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو جائے تو توحید عقیدہ کی بجائے عملی توحید بن جائے گی اور رب کی کبریائی بالفعل قائم اور نافذ ہو جائے گی۔ اس بیان کو تقریباً پچاس احباب نے بغور سماعت فرمایا۔

## ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی مولانا غلام اللہ حقانی کا الحماد پبلک سکول (پشت) باجوڑ میں یوم والدین سے خطاب

11 اپریل باجوڑ کے علاقہ پشت میں الحماد پبلک سکول میں یوم والدین کی تقریب کا انعقاد ہوا۔ ناظم دعوت مولانا غلام اللہ حقانی صاحب کو خصوصی دعوت دی گئی تھی۔ اس موقع پر علاقہ کے اعلیٰ شخصیات، تعلیم کے شعبہ سے وابستہ حضرات، علماء کرام، سکول و کالج، مدارس عربیہ کے طلباء کرام اور حماد پبلک سکول کے ہونہار شاگرد بھی موجود تھے مولانا حقانی نے سورۃ البقرہ کی آیت و علم آدم الاسماء کلھا ...... کے ساتھ مشہور و مستند حدیث ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما۔ کو اساس بنا کر خطاب کیا آپ نے کہا کہ مذکورہ آیت مبارکہ اور حدیث مبارکہ میں جو پروگرام دیا گیا ہے وہ دنیا و آخرت میں کامیابی کے لئے اشد ضروری ہے اسے اگر ہم روح و مادہ پر مشتمل ایک combind پروگرام کہیں تو بے جا نہ ہوگا اس لئے کہ آیت مبارکہ میں وعلم آدم الاسماء سے مراد سائنس و ٹیکنالوجی علم ہے جبکہ رکوع کے آخر میں علمی وحی کا تذکرہ ہوا ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿قلنا اھبطوا منھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی﴾ یہاں ھدیٰ سے مراد علمی وحی ہے۔ اب ان دونوں علموں کو جو بھی قوم اپنائے گی وہ اس خلافت کی حقدار ہوگی جس کا ذکر اس رکوع کے آغاز میں ہوا ہے۔ حدیث میں آیا ہے: ((ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواماً)) گویا کہ ان دو علوم پر عمل پیرا ہو کر ایک قوم دنیوی و آخری فلاح و نجات سے ہمکنار ہو سکتی ہے جبکہ انہی کو چھوڑ کر وہ ذلت میں گر سکتی ہے۔ اس وقت دنیا کے اندر جو افراتفری اور فساد برپا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یورپ سائنس و ٹیکنالوجی کے علم سے مسلح ہے چنانچہ جو خیر ان کے ذریعہ پہنچ رہی ہے وہ تاریکی ہے ظلم اور فساد ہے جبکہ ہمارے پاس علم وحی ہے جو سائنس و ٹیکنالوجی کی قوت سے عاری ہے لہٰذا اس کی برکتوں سے دنیا بھرپور استفادہ نہیں کر پا رہی۔ غالباً علامہ اقبال نے اسی مضمون کو اجاگر کرنے کے لئے یہ شعر کہا تھا۔

رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم
عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد

لہٰذا عصائے موسیٰ یعنی سائنس و ٹیکنالوجی اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی یعنی علم وحی جب تک یکجا نہ ہو جائے خلافت کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ اس پروگرام کو تقریباً 200 افراد نے اٹینڈ کیا آخر میں گل رحمن صاحب نے جو کہ صدر جلسہ تھے نے صدارتی کلمات پیش کئے اور یوں یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ: شاہ وارث)

## تنظیم اسلامی بی بیوڑ کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی بی بیوڑ کے دو رفقاء محترم جناب ممتاز بخت اور حسین احمد صاحب نے چھٹیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دعوتی مہم شروع کی جس کے ذریعے کثیر تعداد میں احباب کو دعوت پہنچا دی گئی۔ پروگرام کا شیڈول کچھ اس طرح سے تھا۔

| تاریخ | موضوع | مقرر | مقام | احباب |
|---|---|---|---|---|
| 21 مارچ | فرائض دینی | ممتاز بخت | کاٹن پائین و بالا جامع مسجد | 65 افراد |
| 23 مارچ | عظمت قرآن | " " | چومرا مسجد | 25 افراد |
| 28 تا 30 مارچ | تفہیم دین کورس | " " | دفتر تنظیم | اوسطاً 10 افراد |
| 5 اپریل | فرائض دینی | " " | جامع مسجد واڑی | 40 افراد |
| 5 اپریل | " " | حسین احمد | جامع مسجد واڑی | 30 افراد |
| 5 اپریل | " " | " " | جامع مسجد داروڑی | 50 افراد |
| 6 اپریل | " " | ممتاز بخت | جر مسجد عشیری درہ | 30 افراد |
| 8 اپریل | " " | حسین احمد | چومرہ مسجد | 20 افراد |

اس کے ساتھ ساتھ ففروا الی اللہ مہم کے سلسلے میں ہینڈبل تقسیم کئے۔ جامعہ صدیقیہ کے مہتمم مولانا امیر کمال صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اور تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ کے علاقائی امیر مولانا علی شیر صاحب سے بھی تفصیلی ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد جماعت اسلامی حلقہ سیرئے کے امیر سید محمد شاہ استاد سے ملاقات ہوئی۔ جماعت اسلامی کے مہتمم جناب حنیف اللہ کو تفہیم دین کورس میں مدعو کر کے جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر خطاب کیا۔ (مرتب: اعجاز احمد)

[redacted]

☆ سادات خاندان کے MBBS ڈاکٹر انگلینڈ میں جاب کے لئے دیندار اور تحریکی ذہن رکھنے والی لیڈی ڈاکٹر کا سادات خاندان سے ہی رشتہ درکار ہے۔

☆ سادات خاندان کی لیڈی ڈاکٹر، عمر 24 سال کے لئے دیندار ڈاکٹر/انجینئر کا رشتہ درکار ہے۔ سید خاندان سے تعلق رکھنے والے نوجوان کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ: ڈاکٹر حافظ سید خالد محمود ترمذی، فون: 5838507

☆☆☆

☆ لاہور کے رہائشی خاندان کو بیٹی، عمر 24 سال، قد "5-3"، تعلیم ایم۔ اے کے لئے دینی مزاج کا حامل، مناسب رشتہ درکار ہے۔

معرفت: سردار اعوان، 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 03-5869501

# ایڈیٹر کی ڈاک

٭ ''شہباز شریف کی واپسی''(ندائے خلافت' 5 مئی 2004ء) کے حوالہ سے عرض ہے کہ ہم شروع دن سے مسلسل یہ سنتے آ رہے ہیں کہ ''ملک کو اس وقت زبردست خطرات کا سامنا ہے' لہٰذا ملکی سلامتی کے لئے قربانی دیں''۔ اپنی جگہ یہ بات صدفی صد صحیح ہے کہ قربانی دیئے بغیر دنیا میں کوئی کام نہیں ہوتا۔ مگر یہ دنیا کا شاید واحد ملک ہے جسے نہ صرف وجود میں آنے کے لئے قربانی درکار تھی بلکہ اس کی ''سلامتی'' کے لئے مسلسل قربانی کا تقاضا کیا جاتا رہا ہے۔ چھوٹی موٹی قربانیوں کے علاوہ ایک بڑی قربانی 1970ء میں مشرقی پاکستان میں دی گئی تھی اور اب وانا میں دی جا رہی ہے۔ ہمارے ایماء پر کشمیری عوام گزشتہ لگ بھگ دو دہائیوں سے قربانی دے رہے ہیں یہی معاملہ افغان بھائیوں کا ہے۔ ہم نے انہیں بھی قربانی دینے کی راہ سمجھائی۔ اس ضمن میں جس ''ڈیل'' کا خاص طور سے مشورہ دیا گیا وہ تو ہماری قومی سلامتی کا طرۂ امتیاز ہے کون سا ایسا کام ہے جو یہاں ڈیل کے بغیر ہوتا ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کی آپس کی ''دشمنی'' اور جنگوں کا تعلق ہے۔ یہ کسی غلطی فہمی یا ناسمجھی کے سبب نہیں ہے بلکہ اس کی انہیں باقاعدہ قیمت ادا کی جاتی ہے یہ الگ بات ہے کہ ان جنگوں میں مارے جانے والے اکثر وہی لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے کوئی پیسے نہیں لئے ہوتے' بلکہ ''کراس فائرنگ'' میں آ کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو بہرحال سوچنا چاہئے کہ آخر کب تک بے موت مرتے رہیں گے۔ کیوں نہ کسی مقصد کے لئے جان دی جائے اور ظاہر ہے کہ اللہ کے دین کے غلبہ کے لئے جان دینے سے بڑھ کر کوئی عظیم مقصد نہیں ہوسکتا۔ (سردار اعوان)

٭ ندائے خلافت میں ایک نئی روح پھونکنے اور اس کو متحرک بنانے میں آپ کی کاوشیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ اللہ کرے کہ یہ پرچہ واقعی احیائے خلافت کی علامت بن جائے' آپ کے رفقائے کار اور آپ کو ''ندائے خلافت'' کا پرچہ ہر دلعزیز بنانے پر مبارکباد۔

احیاء و تجدید کی تحریکوں کا سلسلہ بہت مفید' پُر اثر اور ضروری ہے۔ اگر پرانے اور متروک الفاظ اور ماضی کی دھول میں گمشدہ تحریکوں کا تذکرہ کرتے وقت مضمون کے آخر میں ان کا مختصر تعارف کروا دیا جائے تو افادۂ عام کے لئے اس سلسلہ مضامین کی اہمیت دوچند ہو جائے گی۔

(ڈاکٹر ساجد محمود' آئی سرجن' گھنیاں روڈ' پھالیہ)

٭ میں ''تنظیم اسلامی'' کے جرائد کا مستقل قاری ہوں' جن میں ''ندائے خلافت'' بھی شامل ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ بعض مضمون نگاروں کا لب ولہجہ عیسائیت اور مغربیت کی جانب بڑا سخت اور نفرت سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں خاص طور پر عابد اللہ جان صاحب نمایاں ہیں۔ وہ جب بھی اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں ان کا لہجہ خاصا تیز و تند ہو جاتا ہے۔ ہم اور اکثر و بیشتر مسلمان مصنفین' کالم نگار اور کارکن ''مغرب'' کے اربابِ اقتدار اور مغرب کے عوام کے درمیان امتیاز کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مغرب کی دشنام طرازی اور بے لگام تنقید حکمت و دعوت کے اصول و اقدار کے خلاف ہو جاتی ہے اور کوئی بھی مقصد ایسی تنقید سے حاصل نہیں ہو پاتا۔ کیا عابد اللہ جان صاحب واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ امریکا کے حکمرانوں کے دل' ان کو برا بھلا کہنے سے بدل جائیں گے؟ ریاست ہائے متحدہ امریکا کے سیاسی حریف اور دنیا بھر کے اصلاح پسند صحافی صحیح اور معتدل تنقید کرتے رہتے ہیں لیکن مسلمان صحافی اور کارکن' بالخصوص جو دعوت و تبلیغ کے کاموں میں مشغول ہیں' ان کو اپنا مخاطب بجائے حکمرانوں کے عوام کو بنانا چاہئے اور اپنی توجہ اپنے گھر کے اندرونی معاملات کو درست کرنے پر مرکوز رکھنی چاہئے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ''ندائے خلافت'' کے تمام کالم نویس وہی کچھ دہرا دیتے ہیں اور نقل کر دیتے ہیں جو کچھ وہ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے سنتے ہیں اور قاری کو ان کے کالموں اور تحریروں سے ان کا اپنا کوئی خیال' اپنی کوئی دانائی کی بات پڑھنے کو نہیں ملتی۔ عابد اللہ جان صاحب بڑے قابل اور وسیع مطالعے کے مالک ہیں اور ان سے بھلائی اور اچھائی کی ہمیں بہت توقع ہے بشرطیکہ وہ اپنی جذباتیت' ہیجانی اسلوبِ بیان اور بے قابو زبان پر قابو پا سکیں۔ احتیاط' اعتدال اور ملائمت سے جو اچھا اور مثبت نتیجہ نکل سکتا ہے' وہ سخت لہجے اور درشت زبان سے نہیں نکل سکتا۔ ان کی نحو اور گرائمر میں بھی قاری کے لئے الجھاؤ ہوتے ہیں۔ سلجھاؤ کی ضرورت ہے۔ ان کو اپنے گنجلک اندازِ بیان کو ترک کر کے سادگی اور سلاست اختیار کرنی چاہئے۔ تب مفید مطلب نتائج برآمد ہوں گے۔ انہیں سورۃ النحل کی آیت 125 بھی ذہن میں رکھنی چاہئے: ﴿ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة﴾ (بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتیں سمجھا کر اور نصیحت سنا کر بھلی طرح) ہمارے اور مغرب کے درمیان جو جنگ جاری ہے' اسے اس سخت زبان اور درشت تنقیدی لہجے کے نہیں جیتا جا سکتا جو ہمارے صحافیوں اور کالم نویسوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ (زبیر بن عوام صدیقی)

PRESS RELEASE

## انسان کی کامیابی

اس دور میں انسان کا اصل امتحان یہ ہے کہ وہ اللہ پر توکل و بھروسہ کرتا ہے یا مادی وسائل و اسباب ہی کا اسیر ہو کر رہ جاتا ہے۔ مادی اسباب و ذرائع پر بھروسہ ہی دراصل اس دور کا دجالی فتنہ ہے۔ جو لوگ اس امتحان میں کامیاب ہوگئے وہی آخرت میں اللہ کے حضور سرخرو ہوں گے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ آخرت میں انسان کی کامیابی کا دارومدار اس چندروزہ زندگی پر ہے، جس میں اس نے یہ دکھانا ہے کہ وہ اللہ کا وفادار ہے یا شیطان کا وفادار ہے۔ اگر انسان دنیوی چمک دمک اور جھوٹی طاقت سے مرعوب ہو کر شیطان کا راستہ اختیار کرے گا تو آخرت میں بھیانک انجام سے دوچار ہوگا۔ دنیا میں بھی اللہ نے اپنی مدد و نصرت کا وعدہ اپنے وفاداروں سے کر رکھا ہے۔ لیکن افسوس ہمارا اور ہمارے حکمرانوں کا طرزِ عمل اس کے برعکس ہے۔ آج ہمارا توکل و بھروسہ امریکہ پر ہے کہ وہ ہمیں دنیوی مشکلات سے بچالے گا، حالانکہ یہ کھلا شرک ہے۔ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا یہ حکم تھا کہ کسی اعتبار سے قریش کے دباؤ میں نہ آئیں۔ لہٰذا موجودہ حالات میں ہمیں امریکی دباؤ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کی بجائے اللہ کی ذات پر توکل و بھروسہ کرتے ہوئے صرف اس راستے کو اختیار کرنا چاہئے جو قرآن و سنت نے ہمیں بتایا ہے۔ جس کا نتیجہ نصرت خداوندی کی صورت میں نکلے گا اور ہم دنیا میں بھی فتح و کامیابی سے ہم کنار ہوں گے۔

(ڈاکٹر عبدالخالق)
ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی

This is wrong. And the same pattern follows in all issues. It doesn't matter if we consider some issues as policy matters because there is no faculty of life which is not governed by one or another principle of Islam. The problem is that there is no bottom-line to the approach of classifying Muslims. There is no end to the classification based on such vague standards.

Others doubt intentions of the self-proclaimed moderates because they openly ask for Washington's support. They so openly advertise positions for analysts, etc. for the CIA and the books written by non-Muslims claim that the CIA bankrolled "moderate" Islam. All this hurts because there is no moderate and immoderate Islam at all.

The US promotion of such prefixes for the sake of divisions among Muslims would fail because Muslims read and reflect upon the following verses of the Holy Qur'an.

"...It is He Who has named you Muslims,..." (22:78).[3] "Lo! I am of those who are Muslims." (41:33)[4] "...I am of those who bow in Islam"?[5] "...Bear witness that we are Muslims, (3:64)[6] and "Our Lord! make of us Muslims, (2:128)[8] show that Allah has called his prescribed way of life (Deen) as Islam[9] and named its followers as Muslims without any prefixes.

If we fail to change our attitude, the consequences could be more horrible that we could imagine. In the latest Washington Post article in support of "moderate Muslims" Joseph S. Nye Jr. proposes to attract "Moderates" with "soft power" — which Pipes described as recognition, grants and positions — and use "hard power" against the rest of Muslims, who could pose a resistance to occupation. Together it will form a "smart power in his view.

Joseph S. Nye Jr. concludes: "If the United States is going to win the struggle against terrorism, our leaders are going to have to learn to better combine soft and hard power into "smart power," as we did in the Cold War. We have done it before; we can do it again."[10] What does it mean?

It means the misconception that there is no communist today and there will be no Muslim tomorrow. No matter how some opportunists among Muslims jump on the bandwagon of "moderatism" for there personal gains, the US will never be able to win this war on Islam because it is not communism and the artificial divisions among Muslims would not last long.

The yet-to-establish credibility of the so-called moderates is fast eroding in the eyes of majority of Muslims, who know what it takes to be a "moderate" from the American point of view

End Notes:

[1] Translation taken from Qur'an translation available at: http://etext.lib.virginia.edu/

[2] "And if they had kept up the Taurat and the Injeel and that which was revealed to them from their Lord, they would certainly have eaten from above them and from beneath their feet there is a party of them keeping to the moderate course, and (as for) most of them, evil is that which they do." 5:66 Shakir's Qur'an Translation.

"If they had observed the Torah and the Gospel and that which was revealed unto them from their Lord, they would surely have been nourished from above them and from beneath their feet. Among them there are people who are moderate, but many of them are of evil conduct." Pickthal's Qur'an Translation.

[3] Yusuf Ali's Quran Translation

[4] Pickthal's Quran Translation

[5] Yusuf Ali's Quran Translation

[6] Shakir's Quran Translation

[7] Yusuf Ali's Quran Translation

[8] Yusuf Ali's Quran Translation

[9] "Truly, the religion with Allah is Islam. And whoever seeks a religion other than Islam, it will never be accepted of him"(3:85). In this Ayah [3:19], Allah said, asserting that the only religion accepted with Him is Islam.

[10]Joseph S. Nye Jr, "Why 'Soft Power' Matters in Fighting Terrorism," The Washington Post, Tuesday, March 30, 2004; Page A19.


میٹرک کے امتحانات سے فارغ طلبہ کے اوقات کا بہترین مصرف

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

191۔اتاترک بلاک' نیوگارڈن ٹاؤن' لاہور (فون:5833637)

کے زیراہتمام اِس سال

اسلامک جنرل نالج ورکشاپ

کا انعقاد — 13 مئی تا 12 جون 2004ء — ہوگا' ان شاءاللہ

❀ اوقات: صبح 8:30 تا دوپہر 12:10 روزانہ ❀ **مضامین**

1) تجوید و ناظرہ　2) مطالعہ قرآن حکیم

3) مطالعۂ حدیث　4) تعارف ارکان اسلام' مسائل نماز

5) کمپیوٹر EDP　6) بنیادی انگلش گرامر پر خصوصی لیکچرز

❀ کورس کے اختتام پر کامیاب طلبہ میں اسناد تقسیم کی جائیں گی۔

❀ ہاسٹل میں محدود سہولت دستیاب ہے۔ ہاسٹل میں مقیم طلبہ کو شام کے اوقات میں بھی مصروف رکھنے کا اہتمام ہوگا۔ ان شاءاللہ

نوٹ: کورس فیس 500 روپے' جبکہ ہاسٹل میں مقیم طلبہ کے لئے زرِطعام / رہائش 1500 روپے

ان مستحق طلبہ کے لئے جو واجبات ادا نہ کر سکتے ہوں' خصوصی رعایت کی سہولت

المعلن: پروفیسر طارق مسعود پرنسپل قرآن کالج

Vol: 13 Regd. No. LRL -50 No. 18

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

**View Point**

**Abid Ullah Jan**
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

# The Futility of Undoing Islam with Prefixes

The old concept of carrot and stick is now being proposed under the label of hard and soft power by the American advocates of perpetual war on the Muslim world.

The latest example is Joseph S. Nye's article (Washington Post March 30) in which he supports "moderate Muslims" and proposes to attract "Moderates" with "soft power" — which Pipes described as recognition, grants and positions — and punish the rest with "hard power." Together it will form a "smart power in his view.

If the few opportunists among Muslims who have jumped on the bandwagon of "moderation" fail to change their attitude, the consequences could be more horrible than they could imagine. Many others unknowingly peddle the same ideas. The US-considered-moderates claim exclusive rights on the term "moderate" which means that the rest of Muslims are not following the basic principle of the Qur'an and Sunnah exhorting Muslims to be moderate.

It is easy to deceive non-Muslims with such kind of terminology and labelling, most of whom are not aware of the actual message of Islam in this regard or a few are part and parcel of the campaign to promote this kind of ideas. The few enjoy Muslims bickering over the titles which have no place in Islam at all.

A Muslim cannot be a Muslim without being moderate. He has, however, to be moderate by virtue of being a Muslim, not by virtue of, say, his favorable to the US interpretation of the Qur'anic verses.

Being a Muslim, one has to be moderate and for that he neither needs any certificate of acceptance from Washington, nor assistance from the US establishment for delegitimizing the "non-moderate" discourse.

The Qur'an refers to even "people of the book," who "observed the Torah and the Gospel and that which was revealed unto them from their Lord," as "moderates" (5:65-66), let alone Muslims who peacefully express their ideas and observe their religion. It is not hard to understand what makes the anxious-to-be- called-moderates declare others non-moderates so easily. It is simply their quest for Washington's endorsement upon endorsement.

Exceeding limits set by Allah are not permitted in Islam — doesn't matter even if it is concerning truth or exaggeration in praise. According to the Qur'an, Allah instructs: "Say: O followers of the Book! be not unduly immoderate in your religion, and do not follow the low desires of people who went astray before and led many astray and went astray from the right path." (5.77).[1] Judging by this standard, Manji and Rushdie deserve to be labelled as "immoderate," not everyone who does not agree with Washington's policy of imposing tyranny around the world in the name of democracy.

There are numerous Ahadith which show that Muslims need to be moderate not only in their attitude, dealings and day-to-day affairs, but also in their religious matters. Abu Huraira narrates Muhammad (PBUH) as saying, "The good deeds of any person will not make him enter Paradise" unless he is "moderate in [his] religious deeds and do the deeds that are within [his] ability" (Bukhari, Vol 7, book 70, Hadith 577).

At another occasion, Allah's Apostle said, "The deeds of anyone of you will not save you from the (Hell) Fire." The companions asked, "Even you will not be saved by your deeds, O Allah's Apostle?" He said, "No, even I will not be saved unless and until Allah bestows His Mercy on me. Therefore, do good deeds properly, sincerely and moderately." (Bukhari, Vol 8, Book 76. To Make The Heart Tender - Ar-Riqaq- Hadith 470.)

Aisha reports at yet another occasion, Prophet Muhammad (PBUH) said, "Do good deeds properly, sincerely and moderately and know that your deeds will not make you enter Paradise, and that the most beloved deed to Allah's is the most regular and constant even though it were little,"( Shahih Bukhari, Vol 8, Book 76). After going through these, who can deny that Muslims can never be Muslims if they are not moderate.

In the Qur'anic language, moderate is the opposite to "evil" and "evil conduct."[2] It means those who are labelled as non-moderates are evil. We must remember that in goodness and righteousness there is no scope for moderation or extremism, except when one hurts himself to please Allah.

Furthermore, the Qur'an stresses Muslims at least 26 times to be on the straight path, which according to Imam Abu Ja'far At-Tabari: "The Ummah agreed that Sirat Al-Mustaqim, is the clear path without branches, according to the language of the Arabs." Developing branches and then justifying each on the basis of petty rationalities and doubts is totally against the essence of the message of Islam.

'Ali bin Abi Talha reported that Ibn 'Abbas commented on verse (6:153) "...and follow not (other) paths, for they will separate you away from His path," and (42:13) — (saying) "that you should establish religion and make no divisions in it" — and similar verses in the Qur'an "Allah commanded the believers to adhere to the Jana'ah and forbad them from causing division and disputes. He informed them that those before them were destroyed because of divisions and disputes in the religion of Allah [At-Tabari 12:229].

"But we are not creating divisions" could be the argument from the new-mods of Islam. If one doesn't pray regular prayers; if he finds it hard to fast; if he does not like to pay Zakat, or if he cannot avoid Riba, he is not supposed to justify all this in the name of liberal Islam and being liberal Muslim. He just cannot follow these obligations. This is between him and Allah. However, why should he justify and rationalise his "minimalist" approach to Islam in the name of "liberal Islam."

This rationalisation is worse than avoiding, ignoring or just not taking serious one's obligations as a Muslim because this way he encourages others to follow the same course/approach and ultimately it leads to a sect or division. "I am a Muslim. I cannot follow all my obligations as a Muslim. May Allah forgive me." This is comparatively a better approach than "I do not pray, I do not fast, etc etc., because I am a liberal Muslim.